

# آسان مسائل

حصہ چہارم



مولانا فتاویٰ

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد رفیع بیگستانی مدظلہ العالی

توجہ

مقدمہ

وصیت کے بارے میں گفتگو

وراثت کے متعلق گفتگو

وقف کے بارے میں گفتگو

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق گفتگو

پہلی جزل گفتگو

دوسری جزل گفتگو

نام کتاب: آسان مسائل (حصہ چہارم) )

فتاویٰ: حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی سیستانی مدظلہ العالی

ترتیب: عبد الہادی محمد تقی الحکیم

ترجمہ: سید نیاز حیدر حسینی

تصحیح: ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر: مؤسسہ امام علی، قم القدس، ایران

کمپوزنگ: ابو محمد حیدری

توجہ

وہ احکام شریعہ کہ جو دو بریکٹوں ( ) کے درمیان بیان ہوئے ہیں، ان سے مراد احتیاط ہے، آپ کو اختیار ہے کہ احتیاط واجب کی صورت میں اسی پر عمل کریں یا پھر اس مسئلہ میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کریں، لیکن اس میں بھی اعلم کی مراعات ہونی چاہئے۔

دفتر مرجع تقلید حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی سیستانی مدظلہ العالی

قم المقدسہ، اسلامی جمہوری ایران

مقدمہ

(رب اشح لی صدی و یسرلی امری و احلل عقدہ من لسانی یفقہوا قولی)

اے میرے رب؛ میرے سینہ کو کشادہ کر دے اور میرے کام کو آسان کر دے، اور میری زبان کی گڑبوں کو کھول دے تاکہ وہ میری بات کو سمجھ سکیں۔،،

الحمد لله رب العالمین - والصلاة والسلام علی سیدنا محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

میں نے کوشش کی ہے کہ میری کتاب،، الفتاویٰ المیسرہ،، کی روش سادہ، عام فہم، آسان، مکلفین ومولفین اور قارئین کے لئے جو روزمرہ اور عام بول چال کی زبان ہے، اس پر مبنی ہو اور میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ فقہی پیچیدہ اور مشکل اصطلاحات کو آسان اسلوب میں بیان کروں۔ اس جدید اور عام فہم اسلوب سے پڑھنے والے کا شوق بتدریج بڑھے گا اور اس کا میلان اس کو اپنے احکام دینی پر احاطہ کرنے کی صلاحیت عطا کرے گا۔

میں نے صرف ان اہم احکام کو اختیار کیا ہے جن کی مکلفین کو ضرورت ہے۔ اگر مکلفین اس سے زیادہ جاننا چاہتے ہیں تو وہ اپنی وسعت کے مطابق فقہ اسلامی کی بڑی کتابوں اور دوسرے رسائل عملیہ کی طرف رجوع کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں علم فقہ اور علم خلاق کی قربت کا احیاء اور اس کے عمل اور روح عمل کے درمیان ربط پیدا کرنا ہے۔ اس کتاب کو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

### پہلا حصہ

ہم نے پہلے حصے کو عبادت سے مخصوص کیا ہے اور پھر عبادت کو نماز سے مخصوص قرار دیا ہے کیونکہ نماز اسلام کا وہ اہم رکن ہے کہ جس کے بارے میں پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”الصلوة عمود الدین ان قبلت قبل ما سواها وان ردت ردما سواها“ نماز دین کا ستون ہے اگر نماز قبول ہوگی تو تمام اعمال قبول ہو جائیں گے اور اگر نماز رد کردی گی تو تمام اعمال رد کر دیے جائیں گے، نماز تمام عبادات کا محور اور ان کا قلب، اس لیے کہ ”لا صلوة الا بطہور“ نماز طہارت کے بغیر نہیں ہو سکتی

پس بحث کا پیکر چاہتا ہے کہ نماز تک پہنچنے کے لئے تقلید کی گفتگو کے بعد ان نجاسات کا بیان شروع کروں کہ جو طہارت کو ختم کر دیتے ہیں۔ پھر ان مطہرات کا ذکر کروں کہ جو طہارت بدن کا سبب بنتے ہیں۔ اور ان سب کو بیان کرنے کے بعد نماز تک جاؤں، کیونکہ نماز تک پہنچنے کے لیے یہی مناسب ہے کہ نماز جیسی اہم عبادت بھی طہارات و پاکیزگی چاہتی ہیں جیسے روزہ و حج وغیرہ۔

### حصہ دوم

میں نے دوسرے حصے کو معاملات سے مخصوص کیا ہے جیسے بیع و شراء [خرید و فروخت] وکالت، اجارہ اور شرکت وغیرہ۔

### حصہ سوم

تیسرے حصہ کو انسان کے احوال سے مخصوص کیا ہے جیسے نکاح، طلاق، نذرو عہد اور قسم وغیرہ۔ اس کے فوراً بعد امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ بحث کا اختتام دو مختلف قسموں پر ختم ہوا ہے اور اس بیان کے مطابق موضوعات کو مندرجہ ذیل سلسلہ کے مطابق منظم کیا ہے = تقلید سے متعلق گفتگو، نجاست کے متعلق گفتگو، طہارت سے متعلق گفتگو، جنابت، حیض، نفاس، استحاضہ، میت، وضو، غسل، تیمم، جبیرہ، نماز، دوسری نمازیں، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، تجارت اور اس کے متعلقات، نکاح، طلاق، نذرو عہد، وصیت، میراث، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے متعلق الگ الگ گفتگو کی گئی ہے۔ اس کتاب کا نسخہ نجف اشرف میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی مدظلہ العالی کے دفتر کی طرف سے خواہش مند حضرات کو اس تاکید کے ساتھ دیا گیا ہے کہ یہ آنحضرت کے فتوؤں کے مطابق ہے اور ان کے دفتر کی طرف سے اس نسخہ پر لازمی و ضروری اصلاح بھی ہوئی ہے تا کہ کتاب کا یہ نسخہ اس کے بعد آنحضرت کے فتوؤں کے مطابق کامل ہو جائے۔

امید ہے کہ اپنے مقصد و ہدف میں کامیاب ہو گیا ہوں اور میں ان لوگوں کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کام میں میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ خصوصی طور پر میں ان رفقاء کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ جو نجف اشرف میں معظم کے دفتر میں بر سر پیکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھ کو بروز قیامت ان لوگوں کے ساتھ محشور فرمائے جن کے متعلق قرآن میں ہے:

”اوتی کتابہ بيمينہ فيقول هاؤم اقروا کتا بيه“ جس کا نو شہ اس کے دا بنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا لو او میرے نو شہ کو پڑھو اور میرا عمل خالص صرف اسی کے لئے قرار پائے۔ ”یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم“

”اس روز نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد کام آئے گی مگر جس کو اللہ قلب سلیم عنایت کر دے“

”ربنا لا تو اخذنا ان نسينا او خطانا“  
 ”پالنے والے ہماری خطا و نسیان کی باز پرس نہ فرما“  
 ”غفر انک ربنا و الیک المسیر“  
 ”اے ہمارے رب تو بخشنے والا ہے اور تیری ہی طرف باز گشت ہے“

والحمد لله رب العالمین  
 ترتیب عبدالہادی محمد تقی الحکیم -

وصیت کے بارے میں گفتگو  
 میرے والد بزرگوار نے وصیت کے جلسہ کو مندرجہ ذیل حدیث کی روشنی میں شروع کیا:  
 جس میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:  
 ”الوصیة حق و قد اوصی رسول الله فینبغی للمسلم ان یوصی“  
 ”وصیت حق ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وصیت کی ہے پس مسلمان کے لئے سزاوار ہے کہ وہ وصیت کرے۔“

سوال: لیکن ابا جان بہت سے لوگ وصیت نہیں کرتے اور خیال کرتے ہیں کہ وصیت سے مراد یہ ہے کہ موت کا زمانہ قریب آچکا ہے پس وہ لوگ وصیت سے موت کا تصور کرتے ہیں؟  
 جواب: وصیت مستحب ہے حالانکہ اس کے برخلاف تصور کیا جاتا ہے اور طول عمر کا باعث بنتی ہے پھر وصیت نہ کرنا مکروہ ہے اور اس کا نہ کرنا اچھا نہیں ہے اور تمام چیزوں کے باوجود موت برحق ہے کیا ایسا نہیں ہے؟ بیٹا! ہاں موت برحق ہے خداوند عالم نے اپنی کتاب کریم میں ارشاد فرمایا ہے -  
 ”کل نفس ذائقة الموت“  
 ”ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔“

اس آیت کو میں نے بہت سے لوگوں سے سنا ہے اور راستے میں واقع قبروں پر پڑھتا ہوں موت برحق ہے اس سے ڈرنا اور خوف نہیں کھانا چاہیے، والد صاحب اگر ایسا ہے تو پھر کیوں حقیقت سے فرار کیا جاتا ہے جو حتمی ہے؟ کیا ہمارے لئے مناسب اور شانستہ نہیں ہے کہ ہم چاہیں حقیقت کو قبول کرنے والے ہوں یا اس پر کم عمل کرنے والے ہوں ہمیں ہر اس چیز کے لئے تیار رہنا چاہئے جو آنے والی ہے اور جس سے بچنے کا کوئی چارہ کار نہیں اور نہ اس سے فرار ممکن ہے چاہے ہماری عمر طولانی ہو یا کم پس یوں وہ نصیحت و اعتبار کا محور بن جائے گی۔  
 سوال: لیکن میں نہیں جانتا کہ انسان کو کس طرح وصیت کرنا چاہیے؟

جواب: تم پر مستحب ہے کہ جب تم وصیت کرو تو اس کی ابتداء اس وصیت سے کرو جس کو رسول اللہ ﷺ نے امام حضرت علی علیہ السلام اور مسلمین کو تعلیم کیا۔

سوال: اور وہ کیا ہے؟  
 جواب: میرے والد صاحب اٹھے اور اپنی لائبریری کی طرف گئے اور جب واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی کہ جس کا نام الوسائل تھا انہوں نے اس میں سے اصل وصیت کو پڑھا جس کو رسول خدا ﷺ نے حضرت امام علی علیہ السلام اور مسلمانوں کو تعلیم فرمایا تھا جو وہ پڑھ رہے تھے میں اس کو لکھ رہا تھا کہ جو انہوں نے پڑھا اور میں آپ کے لئے نقل کر رہا ہوں۔

اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم اللهم اني اعهد اليك في دار الدنيا اني اشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شريك لك وان الجنة حق وان النار حق وان البعث حق والحساب حق والقدر والميزان حق وان الدين كما وصفت والاسلام كما شرعت وان القول كما حدثت وان القرآن كما وصفت وانك انت الله الحق المبين جزى الله محمد اخير الجزاء وحيا محمدا وآل محمد بالسلام -

اللهم يا عدتي عند كربتي وصاحبتي عند شدتي ويا ولي نعمتي الهی والہ آبائی لا تکنلی الی نفسی اقرب من الشر وابعد من الخیر فانس فی القبر وحشتی واجعل لی عهد ا یوم القاک منشورا  
 پھر انسان اپنی ضرورت کے مطابق وصیت کرے جو چاہے لکھے۔

سوال: کس کے متعلق وصیت کی جاتی ہے؟  
 جواب: اپنی اولاد کے متعلق وصیت کرے، جو ابھی کم سن ہے ان کی حفاظت کے بارے میں وصیت کرے صلہ

رحمی کے متعلق وصیت کرے ، اپنی امانت اور قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں وصیت کرے نماز ، روزہ ، حج میں سے جو چیزیں قضاء ہوگئی ہوں ان کے سلسلہ میں وصیت کرے ۔

اگر اپنے اموال میں سے پہلے جو خمس اور زکوٰۃ نکالنا اس پر واجب تھا اور اس کو اس نے ادا نہیں کیا تو ان کو ادا کرنے کی وصیت کرے ۔

فقراء کو کھانا کھلانے کی وصیت کرے ، تاکہ اس کا ثواب اس کو پہنچے اپنے بعد اپنے لئے خاص اعمال بجا لانے کی وصیت کرے ۔ اپنی طرف سے صدقہ دینے کی وصیت کرے ، وصیت کرے ، وصیت کرے ، وصیت کرے ، وصیت کرے ، جو چاہے۔۔۔۔

میرے والد صاحب نے اس کے فوراً بعد کہا کہ جو وصیت کرے اس کے لئے چند شرائط ہیں بالغ ہو ، عاقل ہو اور اختیار و تمیز رکھتا ہو ۔ پس سفیہ اور مجبور انسان کا اپنے مال میں وصیت کرنا صحیح نہیں ہے اسی طرح بچہ اپنے مال میں وصیت نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ بچہ دس سال کا ہو گیا ہو ، اور اس کی وصیت اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے بارے میں خیر و نیکی پر مشتمل ہو ، اور جس شخص نے جان بوجھ کر اپنی موت سے پہلے زہر کھا لیا ہو یا گہرا زخم لگا لیا ہو یا اسی طرح کا کوئی اور کام کیا ہو کہ جس بنا پر اس کی موت واقع ہو جائے تو اس صورت میں اس کا اپنے اموال میں وصیت کرنا صحیح نہیں ہے البتہ مال کے علاوہ دوسری چیزیں مثلاً اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت کرنا صحیح ہے جو اس کی کم عمر اور اولاد کے شایان شان ہو۔

میرے والد نے مزید فرمایا:

جس شخص کو صاحب وصیت نے اپنی وصیت کے اجراء کے لئے معین کیا ہے اسی کو وصی کہتے ہیں۔ اور وصی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ وصیت کے امور کو کسی دوسرے شخص کے حوالہ کر کے خود اس سے الگ ہو جائے اور اس کو وصیت کے اجراء پر مقرر کر لے۔ ہاں وہ شخص کسی ایسے شخص کو کہ جس پر اس کو پورا بھروسہ ہو اسے وصیت کے امور کی انجام دہی کے لیے وکیل مقرر کر سکتا ہے جب کہ وصیت کرنے والے کی غرض یہ نہ ہو کہ خود وصی وصیت کے امر کو انجام دے۔

سوال: کیا وصیت میں یہ شرط ہے کہ وہ لکھی جائے؟

جواب: ہرگز نہیں بلکہ انسان زبا نی بھی وصیت کر سکتا ہے ، یا ایسا اشارہ کر سکتا ہے کہ جو اس کی مراد کو سمجھادے اسی طرح ایسی تحریر ہو یا اس پر اس کے دستخط ہوں کہ جس سے اس کی موت کے بعد اس پر عمل کرنا ظاہر ہو تو کافی ہے۔ یعنی وہ تحریر وصیت کے عنوان سے ہو۔

سوال: کیا انسان اپنی وصیت کو صرف مرض کی ہی حالت میں لکھ سکتا ہے؟

جواب: ہرگز ایسا نہیں ہے۔ دونوں حالتوں میں لکھ سکتا ہے بیماری کی حالت میں بھی اور صحت و سلامتی اور عافیت کی حالت میں بھی۔

سوال: کیا انسان جس چیز کے بارے میں چاہے وصیت کر سکتا ہے؟

جواب: ہاں لیکن شرط یہ ہے کہ یہ وصیت گناہ اور معصیت کے متعلق نہ ہو ، جیسے کسی ظالم کی مدد کرنا وغیرہ۔

سوال: اور کیا اموال یا دوسری باقی ماندہ چیزوں کے متعلق جس طرح وہ چاہے وصیت کر سکتا ہے؟

جواب: انسان کو حق ہے کہ وہ اپنے باقی ماندہ اموال اور اشیاء میں صرف ایک تہائی مال کے متعلق وصیت کر سکتا ہے یعنی اپنے مال کے صرف ایک تہائی حصہ میں وصیت جائز ہے۔

سوال: اور جب وصیت ایک تہائی مال سے زیادہ ہو تب کیا کرے؟

جواب: ایک تہائی مال سے زیادہ پر وصیت باطل ہے مگر یہ کہ ورثہ اگر اجازت دے دیں تو پھر اس وصیت پر عمل کیا جائے گا۔

سوال: اور جب وصیت پر عمل کرنا چاہیں تب کیا کریں؟

جواب: جس چیز کو وصیت کرنے والے نے چھوڑا ہے پہلے اس میں سے اسکے مالی حقوق کو الگ کیا جائے گا کہ جو اس کے ذمہ ہیں مثلاً اس کے مال سے اس کے قرض اور ضروری سامان کی قیمت کہ جس کو اس نے ادا نہیں کیا اور خمس یا زکوٰۃ یا رد مظالم وغیرہ جو اس کے ذمہ ہے اور واجب حج اصل مال سے ادا کیا جائے گا چاہے اس نے ان کے متعلق وصیت کی ہو یا نہ۔ یہ اس وقت ہے جب کہ اس نے ان چیزوں کے ادا کرنے میں تہائی مال سے نکالنے میں وصیت نہ کی ہو ، اور اگر وصیت کی ہو تو پھر تہائی مال سے ان کو ادا کیا جائے گا، پھر اس کے باقی تر کے تین حصہ کئے جائیں گے اس میں سے ایک تہائی مال جس کے متعلق اس نے وصیت کی ہے ، اور دو تہائی مال اس کے ورثہ کا ہو گا

سوال: جب وصیت کرنے والا کسی معین شخص کے لیے معین مبلغ یا گھر کی ملکیت یا گھر کا سامان دینے یا زمین کے ایک حصہ کو دینے کی وصیت کرتا ہے ، وہ اپنے دفن کی کسی خاص جگہ یا اپنی تجہیز و تکفین کی کسی خاص روشنی کے مطابق وصیت کرتا ہے یا اس کے علاوہ کسی اور مخصوص چیز کی ، اس صورت میں کیا حکم ہے ؟  
جواب: اسے ان تمام چیزوں کی وصیت کرنے کا حق ہے ، جب کہ اس کے اموال کی نسبت ان کی وصیت تہا ئی مال سے تجاوز نہ کرے۔

سوال: کبھی وصی کے پاس وصیت کرنے والے کی چیز گم ہو جاتی ہے تو اس کا کیا حکم ہے ؟  
جواب: اگر اس میں افراط و تفریط نہ کی ہو، اور وصی نے اس کی حفاظت میں غفلت بھی نہ کی ہو ، تو جو چیز وصی کے ہاتھ سے تلف ہو گئی ہے وصی اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ میرے والد نے مزید فرمایا ، کہ جب تک انسان پر موت کے آثار طاری نہ ہوں اس وقت تک وصیت کرنا مستحب ہے۔ اور جب موت کے آثار اس پر طاری ہو جائیں تو پھر چند چیزیں اس پر واجب ہیں :-

(۱) اس کا وہ قرض کہ جس کے ادا کا وقت آ گیا ہے ، اور وہ اس کے ادا کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو اس کو ادا کر دے۔ لیکن جن قرضوں کے ادا کرنے کا وقت نہیں آیا ، یا آ گیا ہے۔ لیکن قرضداروں نے اس سے مطالبہ نہیں کیا، یا ان کے مطالبہ کرنے پر وہ قدرت نہیں رکھتا تو پھر اس پر واجب ہے کہ ان کے متعلق وصیت کرے۔

(۲) تمام امانتوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر دے یا امانت رکھنے والوں کو خبر دے دے کہ ان کی امانتیں اس کے پاس ہیں یا ان کے واپس کرنے کی وصیت کر دے۔

(۳) اگر خمس و زکوٰۃ یا رد مظالم اس کے ذمہ ہیں تو اگر ان کے ادا کرنے پر قادر ہے تو ادا کرے۔

(۴) اگر نماز اور روزے میں سے کوئی چیز اس کے ذمہ ہے تو ان کے ادا کرنے کے بارے میں وصیت کرے کہ اس کی طرف سے اس کے مال میں سے کسی کو اجارہ دیکر نماز اور روزہ ادا کر وائیں بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو اور احتمال یہ ہو کہ کوئی شخص ثوابا۔ اس کی طرف سے اس کی قضا کر دے گا تو اس صورت میں بھی وصیت کرے۔

(۵) اگر کسی کے پاس اس کا مال ہے تو اس کے ورثا کو خبر دے یا کسی ایسی جگہ مال ہے کہ جس کے متعلق کسی کو اس کے علاوہ خبر نہیں تو اس کے بارے میں بتا دے تاکہ اس کی وفات کے بعد ورثہ کا حق ضائع نہ ہو۔  
سوال: آپ نے اس گفتگو کے شروع میں بتایا کہ وصیت مستحب ہے پس اگر کوئی انسان وصیت نہ کرے تو کیا حکم ہے ؟

جواب: تو (اس مرنے والے) کا حق اس تہائی مال میں سے ختم ہو جائے گا کہ جو اس نے چھوڑا ہے اس کا تر کہ خاص ضابطہ کے مطابق ورثہ پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

سوال: اور وہ کس طرح تقسیم ہوگا ؟

جواب: یہ آنے والی گفتگو میں انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔۔۔

وراثت کے متعلق گفتگو

میرے والد صاحب نے میراث کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: ہم میراث کے باب میں اقرباء کی تقسیم تین طبقات پر کر سکتے ہیں

پہلا طبقہ :

ماں، باپ ، اولاد اور اولاد کی اولاد اور اسی طرح جتنا نیچے سلسلہ چلا جائے اور اس کے علاوہ اگر صلیبی بچہ موجود ہے تو پوتے اور نواسے کو میراث نہیں ملے گی۔

سوال: اباجان :- پوتا اور نواسہ کون ہے؟

جواب: بیٹے کے فرزند کو پوتا اور بیٹی کے فرزند کو نواسہ کہتے ہیں؟

دوسرا طبقہ:

بھائی اور بہنیں - ان کی عدم موجودگی میں ان کی اولاد، دادا، دادی، نانا، نانی اور جتنا یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور جب بھائی کی اولاد ہو اور ان کی اولاد کی اولاد ہو تو پھر جو میت سے زیا دہ قریب ہے وہ میراث پائے گا۔

سوال: مثلاً بھائی کا فرزند موجود ہے تو کیا اس کے ہوتے ہوئے اس کے پوتے کو میراث نہیں ملے گی؟

جواب: نہیں۔

تیسرا طبقہ

چچا، مامو، پھوپھیاں اور خالائیں، اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو پھر ان کی اولاد میراث پائے گی۔ اور ان میں سے جو سب سے زیادہ قریب ہو گا وہ میراث پائے گا، اس طرح کہ چچا یا ماموں یا پھوپھی، یا خالہ کی موجودگی میں ان کی اولاد میراث نہیں پائے گی، مگر ایک حالت میں کہ جو فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

سوال: آپ نے اقرباء کی تقسیم اس طرح طبقات کے ذریعہ کیوں کی ان کو اس طرح تقسیم نہیں کیا کہ جس طرح پہلی تقسیمات میں آپ نے چیزوں کی تقسیم اقسام کے ذریعہ کی۔

میرا مقصد یہ ہے کہ آپ نے کیوں اقرباء کی تقسیم طبقات کے ذریعہ کی اور یہ نہیں کہا کہ ان کی تین قسمیں ہیں: جواب: تمہارا سوال بہت اچھا ہے میراث کے باب میں جب تک پہلے طبقے والافرد موجود ہے تب تک دوسرے طبقے والے کو میراث نہیں ملے گی لہذا فقہاء نے ان کو ایک طبقہ کے بعد دوسرے طبقہ میں بیان کیا ہے۔

سوال: اگر متوفی کے قرابتدار ان تینوں طبقوں میں سے کوئی نہ ہو جن کو آپ نے بیان کیا ہے تو کیا حکم ہے؟ جواب: تو ایسی صورت میں متوفی کے ماں، باپ کے چچا، ماموں اور متوفی کے ماں باپ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور ان کی اولاد میراث پائی گی۔

سوال: اگر وہ بھی نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: مرنے والے کے دادا، دادی، نانا، نانی، کے چچا، ماموں، پھوپھیاں، اور خالوں کو میراث ملے گی اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد کی اولاد کو ملے گی یہ سلسلہ جتنا نیچے تک چلا جائے شرط یہ ہے کہ عرف عام میں میت کی قربت صدق کرتی ہو اور یہ جانتے ہوئے کہ ان میں جو سب سے زیادہ قریب ہے وہ اس پر مقدم ہے جو میت سے زیادہ دور ہے۔

سوال: آپ نے مجھ سے شوہر اور زوجہ کے متعلق تو کوئی ذکر ہی نہیں کیا کہ ان مذکورہ تین طبقوں میں سے کون سے طبقہ میں شمار کیا جائے گا؟

جواب: دونوں خاص ضابطہ کے تحت وارث ہیں ان دونوں کو ان طبقات سے خارج نہیں کیا جائیگا بلکہ وہ دونوں تمام طبقات میں شریک ہیں۔

سوال: پہلے میں آپ سے طبقہ اول کی میراث کے بارے میں سوال کرتا ہوں پھر دوسرے اور تیسرے طبقے کے بارے میں پوچھوں گا۔

جواب: پوچھو، جو پوچھنا چاہو؟

سوال: جب پہلے طبقے میں سوائے میت کی اولاد کے کوئی اور نہ ہو تو کیا تمام مال کے وہی وارث ہوں گے؟

جواب: تمام مال کے وہی وارث ہوں گے۔

سوال: اگر ایک بی بی بیٹا یا ایک بی بیٹی ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: تمام مال کا وارث لڑکا یا لڑکی ہو گی۔

سوال: لیکن اگر ان میں مرد اور عورت دونوں موجود ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: ”للذکر مثل حظ الانثیین“۔

”مرد کے لیے عورتوں کا دو گنا حصہ ہے“۔

سوال: کیا لفظ ولد کا اطلاق لڑکے اور لڑکی دونوں پر ایک ساتھ ہوتا ہے یا صرف لڑکے پر ہی ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے یہاں مشہور ہے؟

جواب: ولد کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

”یو صیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین“۔

اللہ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔“

سوال: اگر ہم فرض کریں کہ متوفی نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑی ہے تو ان کے درمیان کس طرح میراث تقسیم کی جائے گی؟

جواب: میت کے مال کے تین حصے کئے جائیں گے ان میں سے دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دیا جائے گا۔

سوال: اور جب میت کے پہلے طبقہ میں والدین کے علاوہ اور کوئی نہ ہو اور ان میں سے ایک مرگیا ہو اور ایک زندہ

ہو اور اس کا کوئی بھائی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: تو جو زندہ ہے وہ تمام مال کا وارث ہو گا۔

سوال: اگر میت کے ماں باپ دونوں زندہ ہوں اور اس کا کوئی بھائی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: باپ مال کا دو تہائی حصہ لے گا اور ماں باقی کا ایک تہائی حصہ لے گی۔

سوال: اگر میت کے ماں باپ دونوں زندہ ہوں اور میت کی ایک بیٹی ہو اور کوئی بھائی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: مال کا ایک پانچواں حصہ باپ اور ایک پانچواں حصہ ماں کو اور باقی کے پانچ تہائی حصے لڑکی کو دیئے جائیں گے۔

سوال: اور اگر میت کے ماں باپ میں سے کوئی ایک لڑکیوں کے ساتھ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: مال کا چھٹا حصہ باپ کو یا ماں کو دیا جائے گا اور باقی مال اولاد کے درمیان: ”للذکر مثل حظ الانثیین“ کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔

سوال: اب ہم دوسرے طبقہ کی طرف چلتے ہیں آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ بھائی دوسرے طبقہ میں ہیں؟

جواب: ہاں یہ صحیح ہے۔

سوال: جب کہ میت کا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: بھائی اور بہن کو تمام مال ملے گا۔

سوال: اور جب میت کے متعدد پدری اور مادری بہن بھائی ہوں تو کیا کیا جائے گا؟

جواب: اگر سب کے سب بھائی ہوں یا سب کی سب بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کچھ

بھائی اور کچھ بہنیں ہوں تو ”للذکر مثل حظ الانثیین“

کے مطابق عمل کیا جائے گا، یعنی مرد کو عورت کا دو گنا ملے گا۔ یہ اس وقت ہے جب کہ تمام بھائی، بہنیں پدری و مادری ہوں یا صرف پدری ہوں لیکن اگر تمام مادری تو ان کے درمیان مال برابر کا تقسیم ہوگا۔

سوال: خوب، چچا اور پھوپھی تیسرے طبقہ میں ہیں کیا ایسا نہیں ہے؟

جواب: ہاں ایسا ہی ہے اور ماموں اور خالہ بھی تیسرے طبقہ میں ہیں۔

سوال: فرض کیجئے کہ متوفی کا کوئی نہیں ہے سوائے ایک چچا یا ایک پھوپھی کے تو کیا حکم ہے؟

جواب: تمام مال چچا یا پھوپھی کا ہے۔

سوال: اور جبکہ متعدد پھوپھی ہوں تو؟

جواب: سب کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا۔

سوال: جب میت کے ایک چچا اور ایک پھوپھی یا اس سے زیادہ ہوں اور اسی کے ساتھ ایک مامو یا ایک خالہ یا اس

سے زیادہ ہوں تو؟

جواب: مال کے تین حصہ کئے جائیں گے دو حصے چچا اور پھوپھی اور ایک حصہ ماموں اور خالہ کو دیا جائے گا۔

سوال: شوہر اور زوجہ کی میراث کا کیا حکم ہے؟

جواب: میراث میں زوجہ کے لئے مخصوص حکم ہے شوہر کے کچھ تر کہ میں اس کی زوجہ اصلاً وارث نہ ہو گی نہ

اس چیز میں کہ جو شوہر نے چھوڑی ہے اور نہ اس کی قیمت میں جیسے ہر قسم کی زمین چاہے گھر کی ہو یا کھیتی

وغیرہ کی پس شوہر کی زمین میں زوجہ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ نہ اصل زمین میں اور نہ اس کی قیمت میں، اور

کچھ اموال ایسے ہیں کہ خاندان میں زوجہ کا کوئی حصہ نہیں ہے لیکن ان کی قیمت میں زوجہ کا حصہ ہے۔ اور ایسا

درختوں اور کھیتی اور دوسری ان چیزوں میں ہے جو غیر منقولہ ہیں۔ ان چیزوں میں سے وہ اپنے حصے کی قیمت

لے سکتی ہے۔ اور وہ قیمت زوجہ کو ادا کر تے وقت بازار کی قیمت کے مطابق ہو، جس کو ماہرین نے طے کیا ہو

اور تمام ورثہ کو زوجہ کی میراث کے حصہ میں حتیٰ اس کی قیمت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز

نہیں ہے۔

سوال: زمین، درخت، کھیت اور گھر کے علاوہ جو شوہر کا چھوڑا ہوا ترکہ ہے ان میں زوجہ میراث پائے گی؟

جواب: ہاں دوسرے ورثہ کی طرح زوجہ بھی باقی چیزوں میں میراث پائے گی۔

سوال: اور کیا شوہر اپنی زوجہ سے میراث پائے گا؟

جواب: ہاں وہ مال جو زوجہ نے چھوڑا ہے اگر وہ منقولہ ہے تو اس میں وہ میراث پائے گا اور جو غیر منقولہ ہے مثل

زمین، درخت، گھر وغیرہ کے اس میں وہ میراث نہیں پائے گا۔

سوال: اگر زوجہ مر جائے اور اس کا شوہر زندہ ہو اور اس کی کوئی اولاد اس شوہر سے نہ ہو اور نہ اس کے علاوہ



اور کسی سے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو مال زوجہ نے چھوڑا ہے اس کا آدھا حصہ شوہر کا ہے اور دوسرا حصہ باقی تمام ورثہ کا ہے۔

سوال: اگر زوجہ کا کوئی فرزند ہو تو؟

جواب: چوتھائی حصہ شوہر کو اور باقی تمام ورثہ کو ملے گا۔

سوال: اب اس کے برعکس سوال کریں اور کہیں کہ اگر شوہر مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی

زوجہ زندہ ہو تو وہ اپنے شوہر کی میراث میں کتنا حصہ پائے گی؟

جواب: زوجہ کو چوتھائی حصہ اور باقی حصہ ورثہ کو ملے گا۔

سوال: اگر شوہر کا اس سے یا کسی دوسری زوجہ سے فرزند ہو تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب: زوجہ کو آٹھواں حصہ اور باقی مال دوسرے ورثاء کو ملے گا میرے والد نے فرمایا میراث کے دو سرے بھی

فرائض و مسائل ہیں جن پر فقہ کی کتابوں میں سیر حاصل بحث ہوئی ہے، جب تم کو ضرورت پڑے تو ان کی طرف

رجوع کرو۔ اس کے اختتام میں تمہارے لئے بعض امور کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

(۱) بڑے بیٹے کو باپ کے مال میں سے قرآن، انگوٹھی، تلوار اور کپڑے (چاہے انہیں اس نے استعمال کیا ہو یا نہ کیا

ہو) بغیر تقسیم کے دینے جائیں گے اور اگر کئی قرآن اور کئی تلواں ہیں اور انگوٹھیاں ہیں تو بڑا لڑکا دوسرے ورثہ

سے مصالحت کر لے اور یہی حکم رحل، بندوق خنجر و غیرہ کے متعلق بھی ہے۔

(۲) قاتل مقتول کی میراث نہیں پائے گا جبکہ قاتل جان بوجھ کر اور ناحق کیا گیا ہو لیکن اگر قتل غلطی سے ہو تو پھر

مقتول کا قاتل وارث ہوگا۔

(۳) مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

وقف کے بارے میں گفتگو

میں نے اپنے والد محترم سے وقف کے بارے میں اس طرح گفتگو کی کہ میں نے ان سے عرض کیا:

میں نجف اشرف اور کربلا مقدسہ میں ائمہ معصومین علیہم السلام کے روضوں کی زیارت کے لئے گیتاؤں میں نے

جگہ جگہ ”وقف“ کی لکھی ہوئی عبارت دیکھی۔

دعاؤں کی کتابوں، قرآن مجید، پنکھوں اور دوسری چیزوں پر وقف کی عبارت جلی حروف میں لکھی ہوئی ہے

اور میں بعض دفعہ عمارتوں، مساجد، امام بارگاہوں، چراغوں، پنکھوں، اور دوسری چیزوں مثلاً پانی کے حوض

اور شارع عام پر وقف کی تحریر لکھی ہوئی دیکھتا ہوں۔

جی ہاں وقف شدہ املاک کے ضوابط، وقف کے مطابق رعایت کرنا ضروری ہوتا ہے جب واقف شرائط شرعیہ کے

مطابق کسی چیز کو وقف کر دیتا ہے، تو وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے وقف ایک ایسا مال ہوتا ہے جس

کو بہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کو بیچا جا سکتا ہے سوائے چند مخصوص احوال کے کہ جن کے موارد فقہ کی

بڑی بڑی کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں میرے والد نے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے مزید کہا: کبھی وقف، موقوف

علیہ کے لئے ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنی ملکیت کو اپنی اولاد، ہمسائیوں یا دوستوں وغیرہ کے لئے وقف کرے۔

اور کبھی واقف کسی شخص کو ملکیت کے لئے متعین کرتا ہے کہ وہ اس عمارت وغیرہ کی دیکھ بھال کرے گا، اس

کو متولی کہتے ہیں۔

سوال: کیا وقف کے لئے کوئی خاص صیغہ پڑھنا پڑھتا ہے؟

جواب: جی نہیں؛ بلکہ اس کے لئے کوئی خاص زبان بھی نہیں ہے۔ جیسے اگر کوئی بلڈنگ تعمیر کروائے جس طرح

مساجد تعمیر کروائی جاتی ہیں تو یہ مسجد ہونے کے لئے کافی ہے۔ میرے والد نے فرمایا میں تمہارے لیے بعض ان

چیزوں کو بیان کرتا ہوں جو وقف میں معتبر ہیں:-

(۱) وقف میں استمرار اور دوام شرط ہے پس اگر واقف کسی معینہ مدت تک کے لئے وقف کرے تو وقف صحیح نہیں

ہوگا۔

سوال: اس سلسلے میں میرے لئے ایک مثال بیان کیجئے،

جواب: مثلاً اگر انسان اپنے گھر کو فقراء پر ایک سال کے لئے وقف کرے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ وقف

مستقل اور دائمی نہیں ہے۔

(۲) موقوف علیہ (یعنی جن لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے) میں خود واقف نہ ہو اگر چہ وہ دوسروں کے ضمن میں

ہی کیوں نہ ہو۔

سوال: مثلاً؟

جواب: جب انسان کسی زمین کو اپنے لیے وقف کرے کہ اس میں اس کو مرنے کے بعد دفن کیا جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے۔

سوال: جب انسان اپنے گھر کو وقف کرے معین اشخاص پر مثلاً یا اپنے اقرباء کے لئے تو اس کا کیا حکم ہے؟  
جواب: ان لوگوں کے قبضہ کے بعد وقف صحیح ہے، کیونکہ اوقاف خاص موقوف علیہ کے یا ان کے وکیل یا ان کے ولی کے قبضہ کے بغیر صحیح نہیں ہے۔

سوال: کبھی وقف شدہ مال موقوف علیہ کے ہاتھ میں ہونا ہے؟

جواب: یہ چیز قبضہ میں کافی ہے کسی نئے قبضہ کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: اور اوقاف عام کو کون قبضہ میں لے گا؟

جواب: وقف عام کے صحیح ہونے میں قبض کی شرط نہیں ہے۔

سوال: آپ نے فرمایا کہ وقف میں دوام واستمرار شرط ہے پس واقف کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مدت معینہ کے لیے وقف کرے اور جب اس کی مدت پوری ہو جائے تو وہ اس کی ملک میں پلٹ جائے؟

جواب: ہاں اگر واقف کا ارادہ دائمی نہیں ہے تو وہ اپنی ملکیت کو معین مدت تک کے لیے دے سکتا ہے لیکن وقف نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی ملکیت کو مخصوص سمت اور مخصوص شخص کو مدت پوری ہونے سے پہلے اس کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے اور جب مدت پوری ہو جائے گی تو ہر شئی اپنی پہلی حالت کی طرف پلٹ جائے گی۔ میرے والد نے یہ کہہ کر سر کو نیچے جھکادیا اور گہری سانس لی کہ جیسے انہیں حبس کا ذکر کرتے ہوئے کوئی غمگین چیز یاد آگئی ہو میں نے ان کے غمگین افکار کے سلسلہ کو توڑتے ہوئے کہا کہ:-

سوال: اس سلسلہ میں مجھے مثال دیکر سمجھائیے؟

جواب: مثال کے طور پر کسی گاڑی (بس، موٹر) کا مالک یہ کہے کہ میں اپنی گاڑی کو دس سال کیلئے حجاج بیت اللہ الحرام کو لائے، لے جانے کے لئے دیتا ہوں جب مدت پوری ہو جائے گی تو گاڑی اپنے مالک کی ملکیت میں پلٹ جائے گی۔

سوال: اگر فرض کیا جائے کہ یہ شخص اپنی اس مدت معینہ کے ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو کیا اس کی یہ گاڑی (موٹر، بس) اس کے ورثہ کی طرف پلٹ جائے گی تا کہ وہ میراث کے مطابق آپس میں اس کی تقسیم کر لیں؟  
جواب: اگر اپنی اس چیز کو دے نے والا مر جائے اور اس کی یہ چیز معینہ مدت تک باقی رہے یہاں تک کہ اس کی مدت ختم ہو جائے تو وہ چیز اس کے ورثہ کی طرف پلٹ جائے گی پھر ان کو اس چیز میں تصرف کرنے کا حق ہے۔  
سوال: کیا کسی انسان کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی کسی ملکیت کو کسی معین شخص کے لئے اپنی مدت حیات تک دے دے؟

جواب: ہاں اس کو اس کا حق حاصل ہے اور اس کو اس چیز کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں ہے جب تک وہ زندہ ہے، جب مرجائے تو پھر وہ چیز اس کے وارثوں کی طرف پلٹ جائے گی۔

سوال: جب کوئی مالک کسی شخص سے کہے کہ میں نے اپنے اس گھر کو تیرے اور تیری اولاد کے رہنے کے لیے دیا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک وہ شخص اور اس کی اولاد اس گھر میں رہیں تب تک مالک کو گھر کی سکونت میں رجوع کرنے کا حق نہیں ہے پس جب وہ مرجائیں تو وہ گھر اس کی یا اس کے وارثوں کی ملکیت میں پلٹ جائے گا۔  
سوال: اور جب کسی سے کہا جائے کہ میں نے اپنے گھر کی سکونت تیری مدت حیات تک تجھے دے دی اور وہ گھر کا مالک اس سے پہلے مرجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: مالک کے ورثہ کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اس شخص کو اس گھر سے نکالیں پس جب وہ شخص مر جائے تو وہ گھر وارثوں کی طرف پلٹ جائے گا۔

سوال: کیا شوہر کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے باغ کے تہائی حصہ کو اپنی زوجہ کو دے دے تا کہ وہ اس کی درآمد سے تا مدت حیات استفادہ کرے اور زوجہ کے مرنے کے بعد وہ شوہر کے ورثہ کی طرف پلٹ جائے؟

جواب: ہاں ایسا کرنا جائز ہے۔

سوال: کیا مسجد کے لئے وقف شدہ فرش کو، یا ولی عارضی طور پر شادی یا دوسری کسی مناسبت میں استعمال کر سکتا ہے؟

جواب: جب وقف مخصوص ہو تو پھر اس کو دوسری چیزوں میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

سوال: کیا اس کو اجرت پر دینا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں ہے۔

سوال: وہ مسجد جو وقف شدہ مال سے ہے نیاز ہے اس کا مال کسی دوسری مسجد میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟  
جواب: جب کہ وہ مسجد اس مال سے ہے نیاز ہو اور مستقبل قریب میں بھی اسے ضرورت نہ ہو اور ضرورت پڑنے تک اس مال کی حفاظت کرنا یا اس کو ذخیرہ کرنا آسان نہ ہو تو پھر اس مسجد کے ان تمام ضروریات پر وہ مال خرچ کیا جائے جو واقف کے مقصد کے قریب تر ہو یا دوسری مسجد کی مرمت میں خرچ کیا جائے گا۔

### آسان مسائل (حصہ دوم)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق گفتگو

میرے والد نے فرمایا: تم نے بہت سے احکام شرعیہ کو جان لیا ہے کہ جن کی تم کو ضرورت تھی اور بہت سی چیزوں کو جان لیا ہے۔ اب تم نے خداوند عالم کے بعض احکام کو جان لیا ہے اور ان کے واجبات کی بھی حسب ضرورت تم پر وضاحت ہو گئی ہے اور ان کے بعض محرّمات (حرام چیزوں) کو بھی یاد کر لیا ہے۔ اب میں تمہارے سامنے وہ چیز بیان کرتا ہوں کہ جس کو اس سے پہلے بیان نہیں کیا گیا۔  
اس وقت تمہارے اوپر واجب ہے کہ تم ماضی کی تمام سختیوں کو یاد کرو۔ آج تم اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کرو، اور اپنے دل کی گہرائی سے حزن و ملال اور حیرت کے ساتھ پروردگار کی بارگاہ میں یوں عرض کرو۔“  
الہی اعلم انک کلفتی، ولکنی لا اعلم بما ذا کلفتی“

”پالنے والے میں جانتا ہوں کہ تو نے مجھے مکلف بنا دیا ہے۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ تو نے مجھے کس چیز کا مکلف بنایا ہے۔“ پالنے والے، مجھ پر ضروری ہے کہ میں جان لوں کہ تو نے کس چیز کو مجھ پر حلال کیا تا کہ میں اس کو انجام دوں۔ اور کس چیز کو تو نے حرام قرار دیا ہے، تا کہ میں اس سے پرہیز کروں۔  
اس وقت تمہیں جان لینا چاہیے، تمہارے ہم عمر یا تم سے بڑے لوگ بہت زیادہ ہیں جو پڑھ رہے ہیں، وہ مدت سے تمہارے ساتھ رہتے ہیں اور تمہاری تمام مشکلات و مصائب میں وہ تمہارے شانہ رہے ہیں۔ اور تم خدا کی بارگاہ میں عرض کرو، کہ اے خدایا! فقہ اسلامی کی کتابوں کے مطالب کو جیسا تو چاہتا ہے میرے اوپر روشن اور آشکار بنا دے اور میری مدد فرما، تا کہ میں ان کو تیری مرضی کے مطابق سمجھ سکوں۔ فعلا جن چیزوں کا سیکھنا ضروری تھا وہ تم سیکھ چکے، اور کچھ احکام فقہ کا تم نے ذخیرہ کر لیا ہے۔ اب تم کو قرآن مجید کے اس قول کے مطابق ان پر عمل کرنا چاہئے۔  
”ولتکن منکم امّیدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون“  
”اور تم میں سے کچھ لوگ ہوں جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں اور اچھی باتوں کا حکم کریں اور بری باتوں سے روکیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“ پس تم بھی لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دو اور انہیں اچھائی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔

سوال: والد صاحب میں کس چیز کا حکم کروں اور کس چیز سے منع کروں؟

جواب: جس نیکی اور اچھائی کو تم جانتے ہو اس کا حکم کرو اور جس کو تم برائی سمجھتے ہو اس سے روکو۔  
سوال: لیکن ابا جان، مجھے دو سرے لوگوں سے کیا مطلب جو شخص برائی کر رہا ہے میرا اس سے کیا تعلق ہے۔ کہ میں اس کو ترک کرنے کا حکم دوں، میں کیوں لوگوں کے معاملات میں مداخلت کروں، اور ان کو نیکی اور اچھائی کا حکم کروں، اور برائیوں سے روکوں، میں خود اچھا کام انجام دوں اور برائی سے اپنے آپ کو روکوں کیا یہ کافی نہیں ہے؟  
جواب: اے بیٹا! آج کے بعد ایسی بات نہ کہنا اور دو بارہ اس کی تکرار نہ کرنا۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کچھ مراتب میں واجب کفائی ہیں اور اگر کسی نے بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فرائض کو انجام نہ دیا مثلاً نہ میں نے، نہ تم نے اور نہ ہمارے علاوہ کسی اور نے، تو ہم سب کے سب گناہ گار ہوں گے اور خداوند عالم کے غضب اور اس کی ناراضگی کا باعث بنیں گے، اور اگر ہم میں سے کسی ایک نے بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو انجام دے

دیا تو پھر تمام لوگوں سے اس کا وجوب ساقط ہو جائے گا کیا تم نے خدا کے اس قول میں غور نہیں کیا؟  
 ”وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ“  
 ”تم میں سے کچھ لوگ ہوں جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور انہیں اچھی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“ یہ آیت پہلے بیان ہو چکی ہے، کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کو نہیں سنا کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں:

”لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا أَمَرْتُ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْتُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ الْبَرِّ الْخَيْرُ“  
 ”جب تک میری امت اچھائی اور نیکی کا حکم کرے گی اور برائی سے روکے گی اور نیکی پر ایک دوسرے کی مدد کرے گی اس وقت تک میری امت سے خیر ختم نہیں ہو گا۔ اور جب وہ یہ کام ترک کر دے گی تو اس سے برکتیں اٹھالی جائیں گی اور ان میں سے بعض کو بعض پر مسلط کر دیا جائے گا۔ اور ان کا زمین اور آسمان میں کوئی مددگار نہ ہو گا“  
 کیا تم نے امام علی علیہ السلام کا یہ قول نہیں پڑھا:

”لَا تَتْرُكُوا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُولَىٰ عَلَيْكُمْ شُرَاكُمُ ثُمَّ تَدْعُونَ فَلَا يَسْتَجَابُ لَكُمْ“؟  
 ”امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک نہ کرنا ورنہ بدکار لوگ تم پر حاکم ہو جائیں گے۔ پھر تم ان کو بلاؤ گے تو وہ تمہاری آواز پر لبیک نہ کہیں گے“ ”امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:  
 ”ان الامر بالمعروف والنہی عن المنکر سبیل الانبیاء، ومنہاج الصلحاء فریضة عظیمہ بہا تقام الفراض، وتامن المذاهب، وتحل المکاسب وترد المظالم، وتعمر الارض، وينتصف من الاعداء ويستقیم الامر“  
 ”امر بالمعروف ونہی عن المنکر انبیاء اور صالحین کا راستہ ہے، یہ ایک ایسا عظیم فریضہ ہے کہ جس کے ذریعہ واجبات ادا ہوتے ہیں اور نیک راہیں محفوظ، اور کاروبار حلال، مظالم دور ہوتے ہیں، زمینیں آباد، دشمنوں سے انصاف اور مشکلات حل ہوتے ہیں“

اور نیز آپ ہی کا یہ ارشاد ہے:  
 ”الامر بالمعروف والنہی عن المنکر خلقان من خلق الله، فمن نصرهما اعزه الله ومن خذلهما خذله الله“  
 ”امر بالمعروف ونہی عن المنکر دو مخلوق خدا ہیں، جو شخص ان دونوں کی مدد کرے گا تو خدا اسے عزت عطا کرے گا اور جو ان کو ذلیل ورسوا کرے گا تو خدا اس کو ذلیل ورسوا کرے گا“  
 ”کلکم راع کلکم مسؤؤل عن رعیتہ“

”تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے گروہ اور جماعت کا نگہبان اور ذمہ دار ہے“  
 ہاں میں نے پڑھا ہے؛  
 پس اس بنا پر تم بھی اپنی جماعت اور گروہ کے ذمہ دار ہو، جو شخص ذمہ دار اور نگہبان ہوتا ہے اس کی ذمہ داریوں اور واجبات و حقوق میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ یا تم ان سب چیزوں کے بدلے یہ کہہ سکتے ہو کہ میں یہ فضول کام کیوں کروں میں کسی کے معاملات میں مداخلت کیوں کروں یہ میرے لیے زیبا نہیں۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کوئی فضول چیز نہیں ہے اور یہ دونوں کسی کے معاملہ میں مداخلت بھی نہیں، یہ تمہاری شان کے خلاف نہیں، بلکہ تمہاری شان کے عین مطابق ہیں۔ پس جس ذات نے تم پر نماز، روزہ، حج اور خمس کو واجب کیا ہے اسی نے تم پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو واجب قرار دیا ہے۔

سوال: لیکن میں کوئی مولوی نہیں ہوں کہ جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کروں؟  
 جواب: کس نے تم سے کہا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر صرف مولوی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر دو ایسے واجبات ہیں جو تمہارے اوپر میرے اوپر مولوی صاحب پر، طالب علم، استاد، تاجر، مزدور، ملازم، فوجی، ماتحت، مالدار، غریب، عورت اور مرد سب پر واجب ہیں۔

سوال: آپ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے کچھ مراتب واجب کفائی ہیں پس کیا ان دونوں کے کچھ مراتب واجب عینی بھی ہیں۔ جیسے وجوب نماز یومیہ کہ جو واجب عینی ہے؟  
 جواب: ہاں ان دونوں کے کچھ مراتب واجب عینی بھی ہیں، اور وہ ایسے شخص سے فعلی ووقولی اعتبار سے نارضایتی کے اظہار کا مرتبہ ہے۔ جو واجب کو ترک کرتا ہے اور حرام کو انجام دیتا ہے۔ کیا تم تک امیر المنین علی علیہ السلام کا یہ قول نہیں پہنچا کہ جس میں آپ نے فرمایا:

”امرنا رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تلقی اهل المعاصی بوجہ مکفہرة“  
 ”امیرا لمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم اہل معاصی (گناہ کرنے والوں) سے ملیں تو ترش روئی کے ساتھ ملیں۔“ یعنی ہم سب کے اوپر واجب ہے کہ جو شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس سے نا

پسندگی اور ناراضگی کا اظہار کریں۔

سوال: کیا امر بالمعروف ونہی عن المنکر تمام حالات میں واجب ہیں؟

جواب: نہیں، ان کے وجوب میں مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والا شخص واجب اور حرام امور کو جانتا ہو، چاہے اجمالی طور پر ہی جانتا ہو اور ان کی تفصیل نہ جانتا ہو اور اس کا اتنا جاننا ہی کافی ہے کہ یہ عمل واجب ہے کہ جس کا حکم کر رہا ہے اور یہ عمل حرام ہے کہ جس سے روک رہا ہے،

(۲) یہ احتمال ہو کہ جس کا یہ حکم دے رہا ہے اس کو وہ بجلائے گا اور جس چیز سے یہ روک رہا ہے اس سے وہ رک جائے گا اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی لاپرواہی اور غفلت نہیں کریگا۔

سوال: اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص جس کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا جا رہا ہے حرام کو انجام دے گا اور واجب کو ترک کر دے گا اور واجب و حرام دونوں میں کسی کی اہمیت کا قائل نہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بعض مراحل سے ساقط ہو جائیں گے (اور ان دونوں کے بعض مراحل واجب رہیں گے۔ اور اس کا قولاً و فعلاً واجب کے ترک کرنے اور حرام کے انجام دینے والے سے کراہت و ناراضگی کا اظہار ہے)

(۳) یہ کہ واجب کا ترک کرنے والا اور حرام کا بجا لانیوالا ترک واجب اور فعل حرام پر مصر رہے لیکن اگر احتمال ہو کہ وہ اپنے اس فعل سے بعض آجائے گا تو پھر اسکو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے۔

سوال: میں تاکید کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ اگر وہ منکر کے بجا لانے اور معروف کے ترک کرنے پر اصرار نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: تو پھر اس کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے۔

سوال: کس طرح معلوم ہوگا کہ یہ شخص منکر کے بجا لانے پر مصر ہے یا نہیں؟

جواب: جب تم پر کوئی ایسی علامت ظاہر ہو کہ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے اس فعل سے باز آ گیا ہے اور وہ اس پر نادم ہے تو پھر معلوم ہو جائے گا کہ وہ اس پر مصر نہیں ہے اور اس کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے۔

سوال: مجھے کسی شخص کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وہ منکر کو انجام دے رہا ہے اور معروف کو ترک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کیا ایسی صورت میں مجھ پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب ہے؟

جواب: یہاں تم پر اس کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ ... صرف ایک بار ہی کیوں نہ قصد مخالفت رکھتا ہو (تو بھی تم پر واجب ہے)

(۴) حرام کام کو انجام دینے والا اور واجب کام کو ترک کرنے والا اپنے اعتقاد کی بنا پر معذور نہ ہو مثلاً جو فعل وہ انجام دے رہا ہے اور اس کے اعتقاد کے مطابق حرام نہیں ہے۔ اور جس کام کو وہ ترک کر رہا ہے وہ اس کے اعتقاد کے مطابق واجب نہیں ہے۔ اور وہ اپنی اس خطا میں معذور ہے۔ تو ایسی صورت میں تم پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

(۵) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والے کی جان، مال اور ناموس کو حد سے زیادہ خطرہ نہ ہو یا اس کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے کسی کو خطرہ لاحق نہ ہو، اگر ایسا ہوگا تو پھر واجب نہیں ہے۔

سوال: اور اگر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے سے اسے اپنی جان یا مسلمانوں میں سے کسی کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: تو اس حالت میں اس پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ معروف یا منکر شارع اسلامی کی نظر میں بہت اہم ہوں۔ تو ایسی صورت میں احتمال کی قوت کا لحاظ اور تحمل کی اہمیت کا لحاظ کر کے دونوں طرف کا موازنہ کرنا ضروری ہے۔ پس کبھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر واجب ہے اور کبھی واجب نہیں ہے۔

سوال: اور جب میں معروف کے حکم کرنے اور منکر سے نہی کرنے کا ارادہ کر لوں تو؟

جواب: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے چند مراتب ہیں:

پہلا مرتبہ

جو شخص منکر کو انجام دیتا ہے اور معروف کو ترک کرتا ہے، اس سے بیزاری اور قلبی نفرت کا اظہار کرنا ہے۔

سوال: میں کس طرح اس پر ناراضگی کا اظہار کر سکتا ہوں؟

جواب: اس کے چند طریقے ہیں۔ اس سے اپنا رخ موڑ لینا، اور اس سے اپنے تعلقات ختم کرنا، یا اس سے اس طرح ترش

روئی سے پیش آنا کہ اس کو معلوم ہو جائے یا اس سے ترک کلام کرنا، ان کے علاوہ اور بھی طریقے ہیں۔

دوسرا مرتبہ

اپنی زبان اور قول سے اس کو امر ونہی کرنا۔

سوال: کس طرح میں امر ونہی قول و زبان سے کر سکتا ہوں؟

جواب: چند طریقوں سے۔ اس کام کے انجام دینے والے کو وعظ و نصیحت کرو خداوند عالم نے گنہگاروں کے لئے درد ناک عذاب معین کیا ہے اس کی یاد دلاؤ اور اس سے اطاعت کرنے والوں کے لیے جو عظیم ثواب مقرر کیا ہے اس کا تذکرہ کرو۔ اور اس کے انکار پر اس کو ڈراؤ، اس کے علاوہ جو مناسب طریقے ہوں وہ اختیار کرو۔

تیسرا مرتبہ

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلے میں عملی اقدام کرو۔

سوال: وہ کس طرح؟

جواب: اس کام کے کرنے والے پر ذرا سختی کرو، یا اس کو مارو یا اس کو قید کرو تاکہ وہ گناہ کرنے سے باز آجائے۔ میرے والد صاحب نے مزید فرمایا: ان تمام مراتب میں ہر مرتبہ کے لئے حالات و زمانہ کے اعتبار سے کچھ سخت اور ہلکے درجہ جات ہیں۔

سوال: کیا میں پہلی مرتبہ سے شروع کروں اگر یہ کافی نہ ہو تو دوسرے یا تیسرے مرتبہ کو اختیار کروں؟

جواب: ہاں پہلے تم پہلی مرتبہ یا دوسری مرتبہ سے شروع کرو، جس کی بھی زیادہ تاثیر کا تم کو احتمال ہو یا دونوں مرتبوں کو باہم اختیار کرو جبکہ اس سلسلہ میں تمہارا مقصد حاصل ہو جائے اور اس بات کو مدنظر رکھو کہ اذیت اور ہتک حرمت کم ہو اور بالتدریج سختی اختیار کرو۔

سوال: اور جب یہ دونوں مرتبہ نفع بخش نہ ہوں تو؟

جواب: اس کے بعد تم حاکم شرع کی اجازت حاصل کر کے تیسرے مرتبہ کی طرف رجوع کر سکتے ہو۔ کیونکہ عملی اقدام کو تدریجاً انجام دینا چاہیے، پہلے کم سختی کرو، پھر شدید اور پھر سخت قدم اٹھاؤ۔ لیکن خیال رہے کہ نہ تو زخمی ہو۔ اور نہ اس کا کوئی عضو ٹوٹے، اور نہ ہی اس کے علاوہ اسے کوئی اور گزند پہنچے، قتل کرنا تو بہت دور کی چیز ہے۔ میرے والد نے فرمایا اس بات کی تاکید فرمائی کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر دو نو واجب ہیں، لیکن تمہارے لئے دونوں زیادہ ضروری ہیں۔ اس چیز پر توجہ رکھو کہ تمہارے گھر والوں میں سے کوئی بھی واجب کا تارک اور حرام کا انجام دینے والا نہ ہو۔ تم اپنے گھر والوں پر نظر رکھو کہ کوئی واجبات کے ادا کرنے میں غفلت اور سستی سے کام نہ لے، تم دیکھو کہ کون وضو، تیمم اور غسل جنابت یا جسم و لباس کی طہارت کو صحیح شکل میں انجام نہیں دیتا، کون حمد و سورہ کی قرائت اور نماز میں واجب انکار کو صحیح صورت میں نہیں پڑھتا اور کون اپنے مال سے خمس و زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ اور تم اپنے گھر والوں پر نظر رکھو کہ کون حرام چیزوں کا مرتکب ہو تا ہے، کون پوشیدہ عادت میں مبتلا ہے کون قمار کھیلتا ہے کون گانا سنتا ہے اور کون شراب پینا ہے یا کون مردار کھا تا ہے، یا کون لوگوں کے اموال غصب کرتا ہے، یا کون دھوکہ بازی یا چوری کرتا ہے۔ اپنے گھر کی عورتوں پر نظر رکھو کہ کون پردہ نہیں کرتی، یا کون اپنے بالوں کو نہیں چھپاتی، اور تم ان عورتوں پر توجہ رکھو کہ ان میں سے کون غسل اور وضو کرتے وقت اپنے ناخنوں سے ملی ہوئی ناخن پالش کو صاف نہیں کرتی۔ اور تم ان میں تلاش کرو کہ کون اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر مرد کے لئے خشبو لگاتی ہے یا اپنے چچازاد، یا پھوپھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد بھائیوں، اور شوہر کے بھائی اور اس کے دوست سے اپنے بالوں اور جسم کو نہیں چھپاتی، اور وہ یہ دلیل پیش کرتی ہے کہ وہ ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔ پس وہ بھائی کے مثل ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے فضول عذر پیش کرتی ہیں اور تم اپنے گھر والوں میں تلاش کرو کون جھوٹ بولتا ہے، غیبت کرتا ہے۔ دوسروں پر ظلم کرتا ہے اور دوسروں کے اموال کو بر باد کرتا ہے۔ کون ظالموں کی ان کے ظلم میں مدد کرتا ہے۔ تم تلاش کرو۔ تلاش کرو۔ تلاش کرو۔

سوال: اگر میں نے ان میں سے کسی کو پالیا تو؟

جواب: جب تم کسی میں کسی بری چیز کو پاؤ تو تم اچھی بات کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو پہلی اور دوسری مرتبہ سے ابتداء کرتے ہوئے۔ ناراضگی کا اظہار، زبان سے انکار اور جب یہ نفع بخش نہ ہو تو پھر تیسرے مرتبہ کی طرف حاکم شرع کی اجازت کے بعد رجوع کرو۔ اور وہ عملی اقدام ہیں کہ ان میں تدریجاً کم اور زیادہ کو اختیار کرنا چاہیے۔

سوال: کیا کبھی معروف (اچھی بات) مستحب ہوتا ہے؟

جواب: ہاں معروف کبھی مستحب ہو تاہے۔ واجب نہیں۔ پس جب تم اس کا امر کرو گے تو تم ثواب کے مستحق ہوجاؤ گے۔ اور اگر تم نے اس مستحب کا امر نہیں کیا تو عقاب اور عذاب کے مستحق نہیں ہو گے۔ اور اس نیک کام کی رہنمائی کرنے والا اس کے فاعل کے مانند ہے (یعنی جس نے کسی نیک کام کی رہنمائی کی گو یا وہ نیک کام انجام دینے والے کے مانند ہے)۔

سوال: آپ نے فرمایا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر دونوں واجب ہیں، اور آپ نے جو مثالیں بیان کی ان سے میں نے کچھ چیزوں کو جان لیا کہ جن کا حکم کرنا میرے اوپر واجب ہے یہ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی نہی کرنا میرے اوپر واجب ہے، اس کے علاوہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آپ چند ایسے امور میرے لئے بیان کیجئے کہ جن کی نہی کرنا میرے اوپر واجب ہو اور یہ ان امور کے علاوہ ہوں جن کو آپ نے موجدہ اور گزشتہ بحثوں میں میرے لئے بیان کیا ہے؟

جواب: تمہارے لئے میں الگ الگ کچھ امور کو بیان کروں گا پہلے معروف کو اور پھر منکر امور کو بیان کروں گا لیکن اس سے پہلے میں تم سے ایک شرط کرتا ہوں۔

سوال: وہ کیا ہے؟

جواب: وہ یہ ہے کہ تم ان پر عمل کرو چاہے مستحب ہوں یا واجب! اور تم ان امور کی طرف دعوت دو، اور ان کا حکم کرو اگر وہ معروف ہوں، اور اگر وہ منکر ہوں تو ان سے تم نہی کرو۔

سوال: میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں؟

جواب: پہلے میں ان امور کو شروع کرتا ہوں کہ جو معروف ہیں اور ان کو الگ الگ صورت میں بیان کرتا ہوں۔ کہہ کر مرے والد نے کبھی اپنے حافظہ کی مدد سے اور کبھی ان چیزوں کے مصادر کو سامنے رکھ کر بیان کرنا شروع کیا پس انہوں نے نیچے دیئے ہوئے معروف کو گنونا شروع کیا۔

(۱) ”التوکل علی اللہ“ (اللہ پر بھروسہ رکھنا)

خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

”ومن يتوكل على الله فهو حسبه“

جو اللہ پر توکل کرتا ہے پس وہ اس کے لئے کافی ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ سائل نے امام علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ”کہ خدا پر توکل کے درجات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے تمام امور میں تم اللہ پر توکل رکھو، پس جو بھی تمہارے ساتھ وہ کرے تم اس سے راضی رہو، تم جانتے ہو کہ خیر و فضل میں تم تمیز نہیں کر سکتے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ حکم اسی کے لیے ہے۔ پس اللہ پر توکل کرو اور اپنے امور کو اسی کے سپرد کرو اور تمام چیزوں کے بارے میں اس پر بھروسہ رکھو۔“

(۲) ”الا عتصم بالله تعالیٰ“

(خدا کو اپنی پناہ بنانا)

خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

ومن يعتصم بالله فقد هدي الى صراط مستقيم

اور جو شخص خدا کا سہارا لے گا یقیناً اس کو صراط مستقیم کی ہدایت کی جائے گی اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: خداوند عالم نے حضرت داؤد کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں میں جو میرا سہارا لے وہ میری مخلوق میں کسی کا بھی سہارا قبول نہیں کرے گا یہ بات مجھے اس کی نیت سے معلوم ہو جائے گی تو پھر زمین و آسمان اور ان دونوں کے درمیان جو چیزیں ہیں اگر وہ اس کو دھوکہ دیں تو میں ان چیزوں کے درمیان سے اس کے نکلنے کے لئے راستہ بنا دوں گا اور اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری مخلوق میں سے کسی کا سہارا لے گا تو اس کی نیت کو میں جان لوں گا اور آسمان کے تمام اسباب اس کے لئے منقطع کردوں گا۔ اور زمین کو اس کے لئے دشوار بنا دوں گا مجھے کوئی پر واہ نہیں ہے کہ وہ کسی بھی وادی میں گر کر ہلاک ہوجائے؛

(۳) ”اللہ کا اس کی مسلسل نعمت پر شکر کرنا“

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”وما بكم من نعمه فمن الله“

اور جو نعمت بھی ملی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔

خدا وند عالم ارشاد فرماتا ہے:

رب اوزعنى ان اشكر نعمتك التى انعمت علىّ و علىّ والدى وان اعلم صالحا ترضاه“

پالنے والے مجھے توفیق عنایت فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا کہ جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر نازل کی ہیں

شکر بجا لاؤں اور ایسا نیک عمل بجا لاؤں کہ جس کو تو پسند فرمائے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں اپنے بندوں کو عنایت کی ہیں وہ نعمت بالغہ ہیں پس اللہ کی حمد تو ان پر کی جاتی ہے ورنہ اسکی

حمد تو اس نعمت سے افضل اور عظیم و زیادہ وزنی ہو تی ہیں ؛

(۴) ”اللہ سے حسن ظن (اچھا گمان رکھنا)“

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ۔

ہم نے حضرت علی علیہ السلام کی کتابوں میں پایا کہ رسول اسلام ﷺ نے اپنے منبر پر ارشاد فرمایا: خدا نے دنیا و آخرت

کا خیر کبھی کسی مومن کو عنایت نہیں فرماتا مگر یہ کہ وہ مومن اللہ سے حسن ظن اور امید قائم رکھے اور اپنا اخلاق اچھا

رکھے۔

(۵) ”رزق و عمر و نفع و نقصان میں اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنا“

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ :

”لا یجد عبد طعم الايمان حتى یعلم ان ما اصابه لم یکن لیخطئه و ان ما اخطاه لم یکن لیصیبه و ان الضار و النافع هو الله عزو

جل“

”کسی بندہ کو ایمان کا مزہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ جان لے کہ جو اچھائی اس کو حاصل ہوئی ہے

تو کسی برائی کا اس تک پہنچنا ممکن نہیں ہے اور جو برائی اس تک پہنچی ہے کسی اچھائی کا اس تک پہنچنا ممکن نہیں

اور یقیناً نفع اور نقصان کا دینے والا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

(۶) ”خدا وند عالم سے خوف اور اس کے ساتھ اس سے امید بھی رکھنا“

خدا وند عالم نے قرآن کریم میں مومن کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ۔

”تتجافی جنو بهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفا و طمعا و مما رزقنا ہم ینفقون فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرۃ اعین جزاء

بما کانوا یعملون۔“

”ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں وہ اپنے پروردگار سے امید و بیم کی حالت میں دعا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے

دیا ہے اسکا ایک حصہ وہ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پس کوئی شخص اس بات کو نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی

ٹھنڈک کے لئے کیا کیا چھپا کر رکھا گیا ہے ۔

یہ ان کے اعمال کا بدلا ہو گا جو وہ کیا کرتے ہیں ؛

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی تنہائی میں گناہ کرتا ہے ، اللہ تعالیٰ وہاں بھی اس کو

دیکھتا ہے اور جس نے شرم کی اور اس کو بجا نہ لایا تو خدا وند عالم اسکے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے چاہے اس کے

گناہ دنیا و آخرت کے برابر ہی کیوں نہ ہوں ۔

آپ نے فرمایا: اللہ سے امید رکھو اس طرح کہ وہ تم کو اس کی نافرمانی پر جری نہ کر دے اور اللہ کا خوف کرو اس طرح

کہ وہ تم کو اس کی رحمت سے ما یوس نہ کر دے۔

(۷) ”صبر اور غصہ پینا“

خدا وند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا :

”انما یوفی الصابرون اجرهم بغير حساب“

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صبر کرنے والوں کو پورا پورا ان کے اجر کا حساب دیا جائے گا۔

و الکاظمین الغیظ و العاقین عن الناس واللہ یحب المحسنین



اور جو غصہ کے روکتے اور لوگوں کو معاف کرتے رہتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے؛ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا : کسی بندے کا اپنے غصہ کو پینا اتنا بڑا اجر رکھتا ہے کہ ان سے زیادہ کسی چیز کا اجر نہیں ہے غصہ کا پینا خوشنودی خدا کا باعث ہے

آنحضرت سے مروی ہے کہ:

”اللہ کی طرف جانے والے بہترین راستوں میں سے دو جرہ ہیں ایک جرہ غیظ ہے کہ جس کو حلم کے ذریعہ ختم کیا جاتا ہے اور ایک مصیبت ہے کہ جس کو صبر کے ذریعہ ختم کیا جاتا ہے۔“

حضرت محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے کسی فرزند سے فرمایا کہ اے فرزند! غصہ کو پینے سے زیادہ تمہارے باپ کی آنکھ کی ٹھنڈک کوئی اور چیز نہیں ہے کہ جس کی عاقبت صبر ہے

(۸) ”اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں پر صبر کرنا“

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

”الصبر صبران صبر عند المصيبة حسن جميل واحسن من ذلك الصبر عند ما حرم الله تعالى عليك“

صبر کی دو قسمیں ہیں :

” ایک مصیبت کے وقت کہ جو بہترین ہے اور اس سے زیادہ بہترین وہ ہے کہ جو چیزیں خداوند عالم نے آپ پر حرام کی ہیں ان پر صبر کرو“

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

اتقوا معاصی اللہ فی الخلوٰت فان الشاہد هو الحاکم

خلوتوں میں اللہ کی نافرمانی نہ سے بچو، کیونکہ جو شاہد ہے وہی حاکم ہے۔

(۹) ”عدل“

خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

”ان الله يا مر بالعدل والاحسان وابتاء ذی القربیٰ“

”بے شک خداوند عالم عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے“

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

قیامت کے روز تین لوگ حساب کے تمام ہونے تک اللہ سے زیادہ قریب ہوں گے ایک وہ شخص جو غصہ کے وقت اپنے ماتحتوں پر اپنی قدرت استعمال نہیں کرتا۔

ایک وہ شخص کہ جو دو آدمیوں کے درمیان چلتا ہے مگر یہ کہ وہ ایک جو کے برابر بھی کسی کی طرف نہیں جھکتا، اور ایک وہ کہ اگر اس کے خلاف کاروائی کی جائے تو وہ حق بات ہی کہتا ہے۔

(۱۰) ”شہوت پر عقل کو غلبہ دینا“

خداوند عالم اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

زین للناس حب الشهوات من النساء والبنین والقناطر المقطر من الذهب والفضة ولخیل المسومة والانعام والحرث ذلك متاع الحیاة الدنیا واللہ عندہ حسن الماب قل او نینکم بخیر من ذالکم لذین اتقوا عند ربهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیہا وازواج مطہرة ورضوان من اللہ واللہ بصیر بالعباد“

”لوگوں کی نظروں میں خواہشات کی محبت زینت پا گئی ہے، جو عورتیں اولاد اور سونے چاندی کے زیورات اور دغیلے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی باڑی سے متعلق ہے۔ دنیاوی زندگی کا متاع ہے۔ اور حسن انجام خداہی کے ہاتھ میں ہے۔ تم کہہ دو کیا میں تم کو ان سے اچھی چیزوں کی خبر دوں، جو ان لوگوں کیلئے ہیں کہ جنہوں نے پر بیز گاری اختیار کی، ان کے رب کے پاس ایسے باغات ہیں کہ جن کے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان میں پاکیزہ بیویاں ہیں اور خدا کی خوشنودی ہے اور خدا تمام بندوں کا نگران ہے۔“

رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

جس نے بھی اپنی موجودہ خواہشات کی محبت کو ترک کیا اس کو ایک ایسی جگہ کی خوشخبری دیدو کہ جس کو اس نے

کبھی نہیں دیکھا،  
حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ: مختصر سی شہوت رانی طولانی دردورنج کو جنم دیتی ہے۔

(۱۱) ”تواضع“

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ  
”قیامت کے دن اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے رہنے کی جگہ مجھ سے قریب ہو تو تمہارا اخلاق بہت اچھا اور تواضع بہت  
بہتر ہونا چاہیے۔“  
امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ :  
آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہوئے فرمایا ” پالنے والے محمد و آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما“ تو میرے  
درجہ کو لوگوں میں بلند نہ فرما“ مگر یہ میرے نفس میں اتنے ہی درجہ کو کم کر دے۔ اور مجھے کوئی ظاہری عزت  
عنایت نہ فرما مگر یہ کہ اتنی ہی مقدار میں میرے نفس میں ذلت باطنی عنایت فرما۔

(۱۲) ”کھانے پینے اور دوسری چیزوں میں اعتدال قائم رکھنا“

خداوند عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:  
” وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لا يحب المسرفین “  
کھاؤ، پیو اور اسراف نہ کرو، کیونکہ اللہ اسراف کرنے والو کو دوست نہیں رکھتا“  
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:  
رسول خدا ﷺ نے جمعرات کی شام کو مسجد قبا میں افطار کیا۔ پس آپ نے فرمایا: کیا کسی کے پاس پینے والی کوئی  
چیز ہے؟ تو اوس بن خولی انصاری نے شہد سے بھرا ہوا پیالہ پیش کیا۔

(۱۳) ”لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا“

اگر چہ اپنے نفس سے ہی وہ انصاف کیوں نہ ہو۔  
رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا :  
”من واسبی الفقیر من ماله وانصف الناس من نفسه فذلک المومن حقا“  
جو اپنے مال سے فقیر کی مدد کرے اور لوگوں کے ساتھ اپنے نفس سے انصاف کرے وہی برحق مومن ہے۔  
اسی طرح حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:  
الا نه من ينصف الناس من نفسه لم يزد الله الاعزاء“  
آگاہ ہوجاؤ جو بھی اپنے نفس سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرے گا تو خداوند عالم اس کی عزت کو بڑھائے گا۔  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:  
”سید الا عمال انصاف الناس من نفسک ومواساة الاخ فی اللہ تعالیٰ و ذکر اللہ علی کل حال“  
” اعمال کا سردار لوگوں کے ساتھ اپنے نفس کے ذریعہ انصاف کرنا اور بھائی کے ساتھ اللہ کی راہ میں مواسات قائم کرنا  
اور ہر حال میں خدا کا ذکر کرنا ہے“

(۱۴) ”عفت کو محفوظ رکھنا“

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آئیے فرمایا:  
” افضل العبادۃ عفة البطن والفرج“  
” عبادت میں سب سے افضل پیٹ اور شرم گاہ کی عفت کو محفوظ رکھنا ہے“

(۱۵) ”لوگوں کے عیوب کو دیکھ کر انسان کا اپنے عیب کی طرف متوجہ ہونا،

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:  
” طوبی لمن شغلہ خوف اللہ عزوجل عن خوف الناس، طوبی لمن شغلہ عیبہ عن عیوب المومنین“  
” خوشی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کے خوف کو دیکھ کر اللہ سے خوف کرتا ہے۔ خوشی ہے اس کے لئے کہ جو

مومن کے عیوب کو دیکھ کر اپنے عیب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

(۱۶) ”مکارم الاخلاق سے اپنے کو آراستہ کرنا“

خداوند عالم نے اپنے نبی کریم کی اس طرح تو صیغ کی ہے۔

”انک لعلی خلق عظیم“

ہم نے تم کو بلند اخلاق پر فائز کیا ہے۔

آنحضرت مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”الا خبرکم باشبہکم لی؟ قالوا: بلی یارسول اللہ قال: احسنکم خلقا والینکم کنفالخ“

”کیا میں تم کو خبر دوں کہ تم میں کون مجھ سے مشابہ ہے؟“

لوگوں نے کہا ہاں فرمائیے یا رسول اللہ ﷺ۔

تو آپ نے فرمایا:

تم میں سے جس کا اخلاق بہترین، متواضع اور صلہ رحمی پر مبنی ہو، اور وہ اپنے دینی بھائیوں سے بہت زیادہ محبت کر

تا ہو، حق پر اسکا صبر زیادہ ہو، غصہ کو پینے والا ہو، خطاؤں سے درگزر کرنے والا ہو، غم اور خوشی میں وہ اپنے

نفس کے ساتھ انصاف کرنے میں زیادہ سخت ہو۔ اور آپ ہی سے سوال کیا گیا کہ ایمان کے اعتبار سے کون سے مومنین

افضل ہیں؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا:

جس کا اخلاق سب سے بہتر ہو۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اکثر وہ لوگ جنت میں داخل ہونگے جو اللہ سے ڈریں گے اور جن کا اخلاق اچھا ہو گا۔

(۱۷) ”حلم“

رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

خدا کبھی جہالت کو عزت نہیں دیگا۔ اور کبھی حلم کو ذلیل و رسوا نہ کریگا۔

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

کوئی مرد عابد نہیں ہوتا جب تک کہ وہ حلیم نہ بن جائے۔

(۱۸) ”قرآن کا حفظ کرنا، اس پر عمل کرنا، اور اس کا پڑھنا“

خداوند عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

”ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقنا ہم سرا وعلانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور“

”یقیناً وہ لوگ جو کتاب خدا کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ

ظاہر اور پوشیدہ خرچ کیا کرتے ہیں وہ لوگ ایسی تجارت کی امید لگائے ہیں کہ جس میں کوئی گھٹا نہیں“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اہل قرآن آدمیوں کے سب سے اونچے درجہ میں ہیں، سوائے انبیاء و مرسلین کے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

حافظ قرآن اور اس پر عمل کرنے والا (قیامت میں) خدا کے انبیاء کے ساتھ ہوگا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

جو قرآن پڑھے اور وہ جو ان کو محفوظ کر لیا ہو تو خداوند عالم انبیاء کے ساتھ اس کو قرار دے گا۔ اور قیامت روز اس

کی طرف سے قرآن گواہی دے گا۔ اور قرآن کے سواروں کے پڑھنے کے بارے میں خاص طور پر فضیلت وارد ہوئی ہے

جو کتب احادیث میں مذکور ہیں اگر تم چاہو تو ان کی طرف رجوع کر سکتے ہو۔

(۱۹) ”زیارت کرنا،

حضرت امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

امام حسین علیہ السلام نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا ، اے نانا جان ! جس نے آپ کی زیارت کی اس کے لئے کیا اجر ہوگا ؟

آنحضرت نے ارشاد فرمایا :

”من زار نی او زار اباک او زارک او زار اخاک کان حقا علی ان ازورہ یوم القیامة حتی اخلصہ من ذنوبہ“

”جس نے میری زیارت کی یا تمہارے والد یا تمہارے بھائی کی زیارت کی تو قیامت کے دن مجھ پر حق ہے کہ میں اس کی زیارت کروں اور اس کے گناہوں سے اس کو خلاصی دلاؤں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

”من زار قبر الحسین بن علی عار فا بحقہ کتب فی علیین“

”جس نے قبر حسین بن علی کی زیارت کی انکے حق کو جانتے ہوئے تو اس کا نام علیین میں لکھا جائے گا“

اور انہیں حضرت سے مروی ہے کہ:

جس نے بھی ہم میں سے کسی کی زیارت کی تو گویا اس نے حسین کی زیارت کی

(۲۰) ”دنیا سے کنارہ اختیار کرنا“

رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”از ہد فی الدنیا یحبک اللہ“

”دنیا سے زیادہ دور ہو، تا کہ اللہ تم سے محبت کرے۔“ اور آپ نے فرمایا ! اللہ سے حیا کرنا ” حیا کا حق ادا کرنا ہے تو لوگوں نے کہا ! ہم اللہ سے حیا کریں تو آپ نے فرمایا : ایسا نہیں ہے۔ کہ تم گھر بناؤ اور اس میں نہ رہو اور مال کو جمع کرو اور اس کو نہ کھاؤ۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ :

جب اللہ کسی بندہ سے اچھائی چاہتا ہے تو اس کو دنیا میں زاہد بنا دیتا ہے اور اس کی رغبت آخرت کی طرف بڑھا دیتا ہے اور اس کے نفس کے عیوب دکھا تا ہے ۛ

اور حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا :

دنیا میں زہد اختیار کرنا، دین کی اخلاقی مدد ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ :

دنیا کے حسن و جمال ظاہری سے بچنا آخرت کے ثواب کی طرف رغبت کرنے کی علامت ہے :

امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

معر فت خدا اور معرفت رسول خدا ﷺ کے بعد کوئی عمل بغض دنیا سے زیادہ افضل نہیں ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ:

ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری صرف آپ سے چند سال ملاقات ہوئی ہے لہذا آپ مجھے کسی چیز کی نصیحت کریں تا کہ میں اس پر عمل کروں۔

تو آپ نے فرمایا :

میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور زہد و احکام دین پر عمل کرنے کی کوشش کرو اور اپنی حیثیت سے زیادہ اونچی چیز کا طمع مت کرو اور جو خداوند عالم نے اپنے رسول سے فرمایا وہ کافی ہے۔

”ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازوا جا منہم زہرۃ الحیاة الدنیا“

”اور کفار کے مختلف گروہ کہ جنہیں ہم نے زندگانی دنیا کی مختلف چیزوں سے نفع پہنچایا ہے تا کہ ہم ان کی آزمائش کریں تو تم ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا“

”فلا تعجبک اموا لہم واولادہم“

”پس تم کو ان کے اموال اور اولاد تعجب میں نہ ڈالیں“

اگر تم پر ان کی بیبت طاری ہو تو رسول خدا کی زندگی کو یاد کرو کہ ان کی غذا جو تھی اور ان کی شیرینی کجھور تھی

اور ان کا بستر کجھور کی چھال تھا اور جب کبھی تمہارے مال ، جان اور اولاد یا مصیبت نازل ہو تو تم رسول اللہ کی

مصیبت یاد کرو۔

اور روایت بیان کی جاتی ہے کہ:

ایک قبر پر کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: بیشک کسی شئے کے سر انجام کے لئے اس کا شروع میں زہد اختیار کیا جائے اور اسی چیز کے آغاز میں اس کے سرا انجام سے ڈرا جائے۔

(۲۱) مومن کی مدد کرنا اور اس کے غم میں شریک ہونا اور اس کو خوش کرنا اور اس کو کھانا کھلانا اور اس کی حاجت روائی کرنا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

کوئی ایسا مومن نہیں ہے کہ جو اپنے آپ کسی مظلوم مومن کی مدد کرے ، مگر یہ کہ اس کی یہ مدد ماہ رمضان کے روزوں اور مسجدا حرام میں اعتکاف سے افضل ہے ، کوئی ایسا مومن نہیں کہ جو قدرت رکھتے ہوئے اپنے کسی بھائی کی مدد کرے مگر یہ کہ خداوند عالم اس کی دنیا و آخرت میں مدد کرے ، اور کوئی مومن ایسا نہیں کہ جو اپنے برادر مومن کی آبرو ریزی کرے حالانکہ وہ اس کی مدد پر قدرت رکھتا ہو مگر یہ کہ خدا اس کو دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔

انہیں حضرت سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جو مومن اپنے کسی مومن کے غم میں شریک ہو کر اس کے رنج و غم کو دور کرے تو خدا اس کے دنیا و آخرت کے ستر غموں اور اس کی پریشانیوں کو دور کرے گا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ :

جو کوئی کسی مومن کی تنگ دستی میں اس کی مدد کرے اور اس کی سختی کو دور کرے تو خداوند عالم دنیا اور آخرت میں اس کی تمام حاجتوں کو آسان کر دے گا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے۔

جو شخص اپنے برادر مومن کی مدد کرتا ہے تو خدا اس کی مدد کرتا ہے۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

جس نے مومن کو خوش کیا قیامت کے دن خدا اس کو خوش کرے گا اور آپ ہی سے نقل کیا گیا ہے کہ جس نے اولیاء خدا کو اس دنیا میں خوش کیا اس نے اللہ پر احسان کیا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

جو کسی مومن کو خوش کرے تو گویا اس نے رسول خدا کو خوش کیا۔ پس گویا یہ سلسلہ اللہ تک پہنچے گا اور اسی طرح جس نے کسی مومن کو رنجیدہ و غمگین کیا تو اس نے رسول خدا کو رنجیدہ کیا اور آپ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی بھو کے مومن کو سیر کرے خدا اس کو جنت کے پہلوں سے سیر کرے گا اور جو کسی بیبا سے مومن کو پانی پلائے گا خدا اس کو ”رحیق مختوم“ سے سیراب کرے گا۔ اور جو کسی مومن کو کپڑا پہنا ئے گا تو خدا اس کو جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

اگر کوئی مسلم کسی مسلم کی حاجت روائی کرے گا تو اللہ اس کو آواز دے گا مجھ پر تیرا ثواب ہے اور میں تیرے لئے جنت کے بغیر راضی نہیں ہوں گا۔

(۲۲) ”ہر روز اپنے نفس کا محاسبہ کرنا“

روایت بیان کی گئی ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ذرؓ سے فرمایا :

اپنے نفس کا حساب کر لو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔ اس لئے کہ تمہارا حساب کرنا کل کے حساب سے زیادہ آسان ہے۔ اور اپنے نفس کو جانچ اور پرکھ لو اس سے پہلے کہ وہ جانچا اور پرکھا جائے اور قیامت کبریٰ کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کر لو خدا پر کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ چیز بھی مخفی نہیں ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اے ابو ذر! کسی مرد کو یقین حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ خود اپنے نفس کا حساب نہ کر لے کیونکہ نفس کا حساب کرنا اپنے کسی شریک کے حساب سے زیادہ سخت ہے ، پس اس چیز کو جان لینا چاہیے ، کہ اس کو کہاں سے کھانا پینے کی چیزیں ملتی ہیں اور کہاں سے پہننے کے کپڑے ملتے ہیں ، حلال ہے یا حرام۔

اے ابو ذر! جو شخص یہ پرواہ نہیں کرتا کہ یہ مال کہاں سے آیا تو اللہ بھی اس پر توجہ نہیں دے گا کہ جہنم میں اس کو کس جگہ سے داخل کرے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
اے فرزند آدم! خیر تجھ سے اس وقت تک جدا نہیں ہو گا جب تک کہ تیرے نفس کا کوئی واعظ ہو اور جب تک تیرا محاسبہ نفس ہو تا رہے۔ اے فرزند آدم! تومیت ہے تو اٹھا یا جائے گا اور اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا لہذا آج سے جو اب دہی کے لئے آمادہ ہو جا۔

(۲۳) ”امور مسلمین کو اہمیت دینا“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

”من اصبح ولا یهتم با مور المسلمین فلیس بمسلم“

”جس نے ایسے حال میں صبح کی کہ امور مسلمین (مسلمانوں کے حالات) کے سلسلہ میں کوئی اہتمام نہ کیا تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے :

”من اصبح لا یهتم با مور المسلمین فلیس منہم ومن سمع رجلا ینادى یا للمسلمین فلم یجبه فلیس بمسلم“

”جس نے ایسے حال میں صبح کی کہ مسلمانوں کے حالات کے بارے میں کوئی اہتمام نہیں کیا تو ان میں سے نہیں ہے اور اگر کسی مرد کو ندا دیتے ہوئے سنے یا للمسلمین“ (اے مسلمانو! مدد کرو) اور اس کی ندا پر جو جواب نہ دے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

”ان المؤمن لترد علیہ الحاجة لا خبیہ، فلا تکن عنده یهتم بها قلبہ فیدخلہ اللہ تبارک وتعالیٰ بہمہ الجنة“

(۲۴) ”سخاوت وکرم اور ایثار“

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”ویو ثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ“

”اور اگرچہ ان کو اس چیز کی ضرورت ہوتی ہے مگر وہ اپنے نفسوں پر دو سروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور رسول اسلام ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

خداوند عالم نے اپنے اولیاء کو سختی اور اخلاق میں قرار دیا ہے۔

آنحضرت سے یہ بھی مروی ہے کہ:

مغفرت کے اسباب میں سے کھانا کھلانا اور سلام کرنا اور اچھا کلام کرنا ہے آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”سخی کے گناہ سے چشم پوشی کرو کیونکہ جب بھی اس سے لغزش ہوتی ہے تو خدا اس کا ہاتھ پکڑتا ہے۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

”الجنة دار الاسخیاء“

”جنت سخیوں کا گھر ہے“

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

لوگوں میں ایمان کے لحاظ سے وہ لوگ افضل ہیں کہ جن کا ہاتھ زیادہ سخی والا ہو۔

(۲۵) ”اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا“

رسول خدا سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”الکاد علی عیالہ کالمجاہد فی سبیل اللہ“

”اپنے اہل و عیال کے لئے (رزق) تلاش کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ:

جو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو وہ صدقہ ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

تم نے اپنے بچوں پر ایک دینار خرچ کیا اور خدا کی راہ میں ایک دینار خرچ کیا یا کسی غلام کی آزادی میں ایک دینار خرچ کیا یا کسی مسکین کو ایک دینار صدقہ دیا ان دیناروں میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جو اپنے بچوں پر خرچ کیا ہے۔

(۲۶) ”گناہوں سے توبہ کرنا چاہیے“

چھوٹے ہوں یا بڑے (گناہ صغیرہ یا کبیرہ) اور ان پر نادم ہونا“

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”یا ایہا الذین آمنوا اتوا الی اللہ توبۃً نصوحاً عسی ربکم ان یکفر عنکم سینئاً تکم وید خلکم جنات تجری من تحتها الانہار“

اے ایمان لانے والو! خدا سے پر خلوص توبہ کرو، عنقریب تمہارا پرور دگار تمہاری برائیوں کا کفارہ قرار دے گا اور تم کو ایسی جنت میں داخل کرے گا کہ جس کے نیچے نہر ہیں بہتی ہونگی۔

اور خداوند عالم فرماتا ہے کہ:

”وتوبوا الی اللہ جمیعاً ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون“

اے مومنین تم سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

خداوند عالم نے فرمایا:

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

”اللہ توبہ کرنے والوں اور طہارت کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

اور فرماتا ہے کہ:

”وہو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السینئات ویعلم ما تفلحون“

اور وہ خدا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیاں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتا ہے۔

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:

”قل یا عباد الذی اسرفوا علی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ هو الغفور الرحیم“

”تم کہہ دو اے میرے بندو! کہ جنہوں نے اپنی ذات پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ما یوس نہ ہونا یقیناً اللہ تمہارے سب گناہ معاف کر دے گا وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے“

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے محمد بن مسلم سے فرمایا:

جب مومن گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پس مومن کو چاہیے کہ اپنی توبہ اور مغفرت کے بعد عمل صالح بجا لائے پس توبہ کا دروازہ مومن کیلئے کھلا ہے۔

میں نے آپ سے عرض کیا:

اگر اس نے دوبارہ گناہ کیا پھر توبہ اور اللہ سے استغفار کی؟

تو آپ نے فرمایا! جب بھی مومن توبہ اور استغفار کا اعادہ کرے گا تو اللہ بھی اس کی مغفرت کا اعادہ کریگا۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس نے گناہ ہی نہ کیا ہو اور توبہ کے بعد پھر گناہ کرنا توبہ واستغفار کا مذاق اڑانے کے مانند ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جو گناہ کرے اور پھر اس پر نادم ہو مگر یہ کہ خدا اس کے استغفار کرنے سے پہلے بخش دیتا ہے۔ انہیں حضرت سے مروی ہے کہ:

جب کوئی اللہ کا مومن بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ سے ایسا ہی خوش ہوتا ہے کہ جیسے تم اپنی کسی کھوئی ہوئی چیز کو پا کر خوش ہو جاتے ہو۔

اور اس کے علاوہ اور بھی معروف (اچھا نیاں) کہ جو کتب فقہ اور حدیث میں درج ہیں اگر تم مزید چاہو تو ان کی طرف راجوع کر سکتے ہو۔

میں نے اپنے والد سے عرض کیا: یہ تعداد جن کی طرف اپنے اشارہ کیا معروف تھے لیکن منکرات کے بارے میں بتائیے کہ وہ کیا ہیں؟

تو انہوں نے کہا: جو منکر شمار کئے جاتے ہیں وہ بہت ہیں ان میں سے بعض میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں لیکن اسی پہلی شرط کے ساتھ۔

میں نے کہا: آپ کا مقصد وہی ہے جو میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ منکرات سے بچنا اور دوسروں کو آگاہ کرنا؟

تو انہوں نے کہا: ہاں۔

میں نے کہا میں اس کا وعدہ کرتا ہوں۔  
انہوں نے فرمایا کہ: منکرات میں سے بعض کو میں تم سے بیان کرتا ہوں اور میرے والد نے پہلے کی طرح ان کو بھی اپنے حافظہ کی مدد سے گنوانا شروع کیا۔

(۱) ”ظلم کرنا“

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب يقلبون“

اور عنقریب جن لوگوں نے ظلم کیا تھا جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ بدلتے ہیں:

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”اعظم الخطايا اقطاع مال امرء مسلم بغير حق“

کسی مسلمان کے مال کو ناحق چھین لینا سب سے بڑی خطا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب امام زین العابدین علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور پھر فرمایا: اے فرزند! میں تم کو وہی وصیت کرتا ہوں جو میرے والد نے وفات کے وقت مجھ سے وصیت کی تھی اور وہ وہی وصیت تھی جو ان کے بزرگوں نے ان سے کی تھی، فرمایا:

”يابنى اياك وظلم من لا يجد عليك ناصر االاالله“

اے فرزند! تم ایسے شخص پر ظلم کرنے سے بچو کہ جو تم سے بچاؤ کے لئے اللہ کے علاوہ کسی کو مددگار نہیں رکھتا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

”من ظلم مظلما اخذ بها فى نفسه اوفى ماله اوفى ولده“

جو کوئی بے جا ظلم کرے تو اس کا بدلہ اس کی جان یا مال یا اولاد سے لیا جائے گا۔

(۲) ”ظالم کی مدد کرنا اور اس پر راضی رہنا“

نبی کریم سے مروی ہے کہ:

”من مشى الى ظالم ليعينه وهو يعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام“

جو ظالم کی مدد کے لئے نکلا وہ جان لے کہ وہ خود ظالم ہے پس وہ اسلام سے خارج ہو گیا،

اور آنحضرت سے مروی ہے کہ:

”شئ الناس من باع آخر ته بد نياه وشئ منه من باع آخر ته بدنيا غيره“

لوگوں میں سب سے زیادہ برا وہ ہے جو اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے بدلے بیچ دے اور اس سے زیادہ برا وہ شخص ہے

جو دوسروں کی دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ظلم کرنے والا، اس کی مدد کرنے والا، اور اس کے فعل پر راضی رہنے والا تینوں ظلم میں شریک ہیں۔

اور آپ ہی سے مروی ہے:

جو کسی ظالم کے ظلم کے عذر کو بیان کرے تو خداوند عالم اس پر ایسے شخص کو مسلط کر دے، جو اس پر ظلم کرے

پس وہ اگر دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب نہ ہو گی۔ آپ نے اصحاب کو نصیحت کر تے ہوئے فرمایا کسی مظلوم

مسلمان کے خلاف مدد کرنے سے بچو، کیونکہ وہ تمہارے خلاف دعا کرے گا تو تمہارے بارے میں اس کی دعا مستجاب

ہو گی۔ کیونکہ ہمارے جد رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے یقیناً مظلوم مسلمان کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

انہیں حضرت سے مروی ہے:

جس نے بھی کسی مومن کے قتل پر آدھے کلمے سے مدد کی تو قیامت کے روز اس کی آنکھوں کے سامنے ایک تحریر

آئے گی ”ایس من رحمته الله“ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جا۔ آپ ہی سے مروی ہے کہ:

قیامت کے دن ایک شخص دوسرے شخص کے پاس آئے گا جو اپنے خون میں لت پت ہوگا اور کہے گا اے اللہ! کے بندے

تیرا مجھ سے کیا واسطہ ہے؟ تو وہ کہے گا فلاں روز تونے میری (ایسی، ایسی) ایک کلمہ سے مدد کی تھی پس تجھے قتل

کر دیا جائے گا۔



(۳) ”انسان کا اتنا شریر ہونا کہ جس کے شر سے لوگ بچتے ہوں“

رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ اپنے فرمایا:

”شر الناس عندالله يوم القيامة الذين يكر مون اتقاء شر هم“

روز قیامت اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریر وہ لوگ ہونگے کہ جن کے شر سے بچنے کی بنا پر لوگ ان کا اکرام کرتے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

”من ابغض خلق الله عبدا اتقى الناس لسانه“

اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ مبعوض وہ شخص ہے کہ جسکی زبان سے لوگ ڈرتے ہوں۔

(۴) ”قطع رحم کرنا“

خدا وند عالم کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”فهل عسيتم ان تو لیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم“

پھر کیا یہ قریب ہے کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین پر فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”فی کتاب علی علیہ السلام ثلاث خصال لا يموت صاحبهن ابدا حتى یری وبالهن البغی و قطیعة الرحم واليمين الكاذبه یبارز الله بها“

حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں تحریر ہے کہ:

تین خصلت والے انسان کبھی نہیں مریں گے ، جب تک کہ وہ اپنے سخت عذاب کو دیکھ نہ لیں۔ زانی، قطع رحم اور جھوٹی قسمیں کھانے والا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

خشم (ایک قبیلہ کا نام) کا ایک شخص رسول خدا ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے

بتائیے کہ اسلام میں سب سے افضل چیز کیا ہے؟

تو آپ نے فرمایا:

اللہ پر ایمان رکھنا ،

پھر اس نے کہا :

پھر کیا افضل ہے ؟

تو آپ نے فرمایا:

صلہ رحم،

پھر اس نے کہا پھر کیا افضل ہے؟

آپ نے فرمایا:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

پس اس مرد نے رسول سے عرض کیا مجھے بتائیے وہ کون سے اعمال ہیں کہ جن سے اللہ بہت زیادہ بغض رکھتا ہے آپ

نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا پھر اس نے کہا اس کے بعد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا قطعہ رحم کرنا۔ اس نے

عرض کیا پھر کیا ہے تو آپ نے فرمایا: برائی کا حکم کرنا اور نیکی سے روکنا۔

(۵) ”غصہ کرنا“

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

مرد جب غصہ میں ہوتا ہے تو وہ کبھی راضی نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے پس جب وہ کسی قوم پر

غصے ہوتو وہ فوراً بیٹھ جائے اس لئے کہ اس طرح رجس شیطان دور ہوتا ہے اور جب وہ کسی رشتہ دار، عزیز پر غصہ

ہوتو فوراً اس کے نزدیک جائے اور اسکو مس کرے ، کیونکہ اپنے کسی عزیز کو مس کرنا سکون بخش ہوتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

”الغضب مفتاح كل شر“  
غصہ ہر شر کی کنجی ہے۔

(۶) ”غرور اور تکبر کرنا“  
خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ:  
” ادخلو ! ابواب جہنم خالدین فیہا فیئس مئوی المتکبرین “  
تم ہمیشہ رہنے کے لئے جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ پس تکبر کرنے والوں کا کیا برا ٹھکانہ ہے۔  
خداوند عالم فرماتا ہے:  
” ولا تصعر خدک للناس ولا تمشی فی الارض مرحان الله لا یحب کل مختال فخور“  
اور لوگوں کے دکھانے کے لئے گال منہ نہ پھلاؤ اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو بیشک خدا کسی گھمنڈ کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

رسول خدا سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
”اکثر اهل جہنم المتکبرون“  
اہل جہنم زیادہ تر متکبر ہیں۔  
آپ سے مروی ہے کہ:  
”من مشی علی الارض اختیا لالعنتہ الارض ومن تحتها ومن فوقها“  
جو کوئی زمین پر اکڑ کر چلتا ہے ، زمین اس پر لعنت کرتی ہے اپنے نیچے اور اوپر سے  
اور آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ:  
”من تعظم فی نفسہ اختال فی مشیتہ لقی الله وهو علیہ غضبان“  
جو اپنے نفس کا احترام کرائے اور چلنے میں اکڑائے ، خدا اس سے بہت غضب کی حالت میں ملاقات کرے گا۔  
اور امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ :  
جس میں ذرہ برابر تکبر پایا جائے وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔  
اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:  
” الجبارون ا بعد الناس من الله يوم القيامة“  
جبرو تکبر کرنے والے انسان قیامت کے دن رحمت سے بہت دور ہونگے ۔

(۷) ”ناحق یتیم کا مال کھانا“  
خداوند عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے :  
”ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلماً انما یا کلون فی بطونهم ناراً و سیراً سعیراً“  
بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے پیٹوں میں انگارے بھرتے ہیں اور وہ  
عنقریب دہکتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

(۸) ”جھوٹی قسمیں کھانا“  
امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب سے روایت بیان کی ہے:  
”ان الیمین الکاذبۃ وقطیعہ الرحم تذران الدیار بلا قع من اهلها“  
اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:  
”من حلف علی یمین وهو یعلم انه کاذب فقد بارذ الله عزوجل“  
جس نے بھی قسم کھائی اور وہ جانتا ہو کہ یہ قسم جھوٹی ہے پس وہ یقیناً اللہ عزوجل سے جنگ کرنے والا ہے۔

(۹) ” جھوٹی گواہی دینا“  
خداوند عالم اپنی کتاب کریم میں متقین کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے :  
”والذین لا یشہدون الزور و اذا مروا باللغو مروا کراماً“  
اور جو لوگ خدا کے خاص بندے ہیں جب ان کا گزر بیہودہ چیز کی طرف سے ہوتا ہے تو وہ بزرگانہ انداز سے گزر جاتے

ہیں۔

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ:

”مامن رجل شہد شہادۃ زور علی مال رجل ليقطعه الا کتب الله عزو جل له مکانا ضنکا الی النار“  
جو شخص دوسرے کے مال پر جھوٹی گواہی دے تاکہ وہ اس سے لے لیا جائے تو خداوند عالم اس کو جہنم میں ایک تنگ مکان میں ڈال دے گا۔

(۱۰) ”مکر اور دھوکا بازی“

کتاب قرآن کریم میں خداوند عالم فرماتا ہے:

”سیصیب الذین اجر مو اصغار عندالله و عذاب شدید بما کانوا یمکرون“

عنقریب جو لوگ گناہ کیا کرتے ہیں ان کو خدا کی طرف سے ذلت پہنچے گی اور مکر کرنے کی بنا پر ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

رسول خدا سے مروی ہے کہ:

”لیس منا من ما کر مسلما“

”جو کسی مسلمان کے ساتھ مکر کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے“

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”لولا ان المکر و الخدیعة فی النار لکننت امکر العرب“

اگر مکار اور دھوکہ باز جہنمی نہ ہوتے تو عربوں میں، میں سب سے زیادہ مکار ہوتا۔

(۱۱) ”مومن کو حقیر اور فقیر کو گرا ہوا سمجھنا“

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”لا تحقروا من فقیر افان من حقیر مو منا و استخف به حقہ الله تعالی ولم یزل ماقتاله حتی یرجع عن تحقیرہ اویتوب“

کسی مومن فقیر کو حقیر نہ سمجھو۔ پس جس نے کسی مومن کو حقیر اور گرا ہوا سمجھا تو خداوند عالم بھی اس کو حقیر سمجھے گا اور اللہ کی دشمنی اس وقت ختم ہو گی جب وہ اس مومن کو حقیر سمجھنا چھوڑ دے یا توبہ کر لے۔

(۲۱) ”حسد کرنا“

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

”ومن شر حاسدا اذا حسد“

اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے کہ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

انہیں حضرت سے مروی ہے کہ:

”ان المو من یغیظ ولا یحسد و المنا فق یحسد ولا یغیظ“

مومن غیظہ کرتا ہے حسد نہیں کرتا اور منافق حسد کرتا ہے غیظہ نہیں کرتا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ بھی مروی ہے کہ:

”اصول الکفر ثلاثۃ ، الحرص والاستکبار والحسد“

اصول کفر تین ہیں، حرص، تکبر اور حسد کرنا۔

(۱۳) ”غیبت کرنا اور اس کا سننا“

خداوند عالم کتاب کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

”ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکر ہتموہ“

اور کسی کے حالات کی تفتیش نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو کیاتم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے پس اس کو تم برا سمجھو گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

الغيبته حرام على كل مسلم و انها لتاكل الحسنات كما تا كل النار الحطب“  
 غيبت ہر مسلمان پر حرام ہے کیونکہ غیبیت نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاجاتی ہے۔  
 اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:  
 غیبیت کے سلسلے میں منعقد ہونے والی نشست دین کی خرابی ہوتی ہے پس اپنے کانوں کو غیبیت کے سننے سے محفوظ رکھو، کیونکہ غیبیت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔  
 امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ:  
 جب کسی کے سامنے اس کے برادر مومن کی کوئی غیبیت کرے اور وہ اس کی مدد نہ کرے اور اس کی طرف سے وفاع نہ کرے جب کہ وہ اس کی مدد و نصرت پر قادر بھی ہو تو خداوند عالم دنیا و آخرت میں اس کو حقیر و ذلیل کریگا۔

(۱۴) ”دنیا کی حرص اور مال سے محبت کرنا“  
 خداوند عالم اپنی کتاب کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:  
 ”یاایہا الذین آمنوا لاتلہکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ہم الخاسرون“  
 اے ایمان والو تم کو تمہارے اموال اور اولاد ذکر خدا سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو یہی ایسا کرے گا وہی تو نقصان اٹھانے والا ہے۔  
 خداوند عالم فرماتا ہے:

”واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنۃ“  
 ”اور جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد فتنہ کے علاوہ کچھ نہیں ہیں“  
 حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:  
 جس نے ایسے حال میں صبح کی کہ جس کی نظر میں دنیا کی اہمیت زیادہ ہو تو اللہ کی طرف سے کسی چیز میں اس کا حصہ نہیں ہے۔  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
 میرے بعد تمہارے پاس دنیا اس حالت میں آئے گی کہ وہ تمہارے ایمان کو اس طرح کھا جائے گی کہ جس طرح آگ لکڑی کو کھاجاتی ہے۔

آنحضرت سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔  
 دنیا اپنے چاہنے والوں کو دعوت دے گی پس جس نے بھی اپنی ضرورت سے زیادہ اٹھایا پس یقیناً اس نے اپنی موت کو بلایا حالانکہ وہ اس کا شعور نہیں رکھتا۔  
 آپ ہی سے مروی ہے کہ:  
 بیشک دنیا ر اور درہم نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کر دیا اور اب تم کو ہلاک کریں گے۔  
 آپ نے فرمایا:  
 ”من احب دنیاہ اضر باخرتہ“

جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا۔  
 امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:  
 میں نے تمام خیر کو طمع کے قطع کرنے میں دیکھا ہے۔  
 امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:  
 وہ برا انسان ہے کہ جو طمع کرتا ہو، اور طمع اس کو اپنی طرف کھینچتی ہو، اور وہ برا انسان ہے کہ جو دنیا سے رغبت رکھتا ہو، اور وہ اس کو ذلیل کرتی ہو۔  
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ :  
 ”حب الدنيا راس کل خطیئۃ“  
 ہر غلطی اور خطا کا سر چشمہ دنیا کی محبت ہے۔

(۱۵) ”تہمت لگانا، برا بھلا کہنا، بد زبانی اور گالیاں دینا“

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ:  
 اے عائشہ! اگر فحش (گالی) کی کوئی مثال ہو سکتی ہے تو وہ بری مثال ہوگی۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ:  
 اللہ برا بکنے والے اور سائل کے بار بار مانگنے سے بغض رکھتا ہے۔  
 آنحضرتؐ سے مروی ہے: ”مومن کو گالی دینا فسق ہے جیسے اس کا قتل کرنا کفر ہے اس کی غیبت کرنا گناہ، اور اسکا مال کھانا ایسا ہی حرام ہے جیسے اس کا خون پینا“  
 عمر وبن نعمان جعفی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:  
 امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک ایسا دوست تھا کہ جو آپ سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا تو اس نے اپنے غلام کو اس طرح پکارا (اے بدکار عورت کے بیٹے تو کہاں ہے؟) پس امام علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو بلند فرما کر اسکی پیشانی پر مارا اس کے بعد فرمایا تو نے اس کی ماں پر جھوٹی تہمت لگائی ہے! میں تجھ کو پرہیز گار آدمی خیال کرتا تھا لیکن تو پرہیز گار نہیں ہے۔ اس نے کہا آپ پر فدا ہوجاؤں اس کی ماں سندھی اور مشرک عورت ہے۔  
 تو امام علیہ السلام نے فرمایا:  
 کیا تو نہیں جانتا کہ ہر قوم کا (اپنے اپنے طریقہ سے) نکاح ہے تو مجھ سے جدا ہوجا۔ (راوی کہتا ہے) میں نے ان کو پھر ایک ساتھ نہ دیکھا یہاں تک کہ موت نے ان دونوں کے درمیان جدائی پیدا کر دی۔

(۱۶) والدین کا عاق کرنا“  
 خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:  
 ”وقضى ربك الاتعبدوالا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريماً“

اور تمہارے پرور دگار نے یہ حکم دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اور ماں، باپ کے ساتھ نیکی کرتے رہنا۔ اگر ان دونوں میں کوئی ایک یا دونوں بڑھا ہے تک پہنچ جائیں تو انکے سامنے اف بھی نہ کرنا اور ان کو نہ جھڑکنا اور ان سے اچھی باتیں کرنا۔

رسول اسلام ﷺ سے مروی ہے کہ:

”ایا کم وعقوق الوالدین“

”بچو تم ایسی حالت سے کہ تمہارے والدین تم کو عاق کر دیں۔

اور آنحضرتؐ ہی سے مروی ہے:

من اصبح مسخطا لآبو یہ یصبح لہ بابان مفتو حان الی النار“

جس نے ایسی حالت میں صبح کی کہ اس کے والدین اس سے ناراض ہوں تو اس کے لئے جہنم کی طرف دو دروازے کھل جاتے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

کہ ایک دن میرے والد نے ایک شخص کو دیکھا، وہ اپنے بیٹے کے ساتھ جا رہا تھا اور بیٹا اپنے باپ کے ہاتھ پر تکیہ کئے ہوئے تھا۔

امام نے فرمایا:

میرے والد نے اس سے مرتے دم تک قطع کلام کیا (یعنی اس سے بات نہ کی) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے ماں باپ کی طرف دشمنی سے نگاہ کرے گا، حالانکہ وہ دونوں اس کے حق میں ظالم ہوں تو خدا اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔

انہیں سے مروی ہے کہ:

اگر لفظ ”اف“ سے بھی کوئی نیچی چیز ہو تی تو خداوند عالم اس سے منع کرتا اور وہ ”اف“ ادنی چیز ہے جو عاق والدین میں سے ہے اور عاق ہونے میں شمار ہوتا ہے وہ شخص جو اپنے والدین کی طرف نگاہ کرے اور ان پر اپنی نگاہ کو جمالے (یعنی انکی طرف دیکھ کر فوراً نگاہوں کو نیچی کر لو)۔

(۱۷) جھوٹ بولنا

”خداوند عالم اپنی کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

”انما یفتی الی الذین لا یؤمنون“

جو جھوٹی تہمت لگاتے ہیں وہ مومن نہیں ہیں۔

”فاعقبهم نفاقا في قلوبهم الى يوم يلقونه بما اخلفوا الله ما وعده وبما كانوا يكذبون“  
 پس خداوند عالم نے ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے نفاق پیدا کر دیا جس دن وہ خود اس سے ملاقات کریں گے  
 کیونکہ انہوں نے جو وعدہ خدا سے کیا تھا اس کے خلاف کیا اور وہ جھوٹ بولا کرتے تھے  
 رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ:

سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے کسی ایسے بھائی کے بارے میں بات کرو کہ وہ تمہارے بارے میں جو کچھ کہتا ہے  
 صحیح کہتا ہے اور تم اس کے بارے میں جو کچھ کہتے ہو جھوٹ کہتے ہو۔  
 آپ ہی سے مروی ہے :  
 ”الکذب ينقص الرزق“  
 جھوٹ بولنا رزق کو کم کرتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
 کوئی بندہ ایمان کا مزہ نہیں پائے گا جب تک کہ وہ جھوٹ کو ترک نہ کر دے۔ چاہے وہ جھوٹ مذاق میں ہو یا مذاق میں نہ  
 ہو۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ:  
 جھوٹ سے بچو چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، مذاق میں ہو یا مذاق میں نہ ہو اس لئے کہ اگر کوئی شخص چھوٹا جھوٹ بولے گا  
 تو وہ بڑا جھوٹ بولنے پر جری ہو جائے گا۔  
 امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
 ”جعلت الخبائث كلها في بيت وجعل مفتا حها الكذب“  
 تمام خبائث (برائیوں) کو ایک گھر میں قرار دیا گیا ہے اور اس کی کنجی جھوٹ بولنا ہے۔

(۱۸) ”وعدہ خلافی کرنا“

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:  
 ”فاعقبهم نفاقا في قلوبهم الى يوم يلقونه بما اخلفوا الله ما وعده“  
 خدا نے ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے نفاق پیدا کر دیا کہ جس دن وہ خود اس سے ملاقات کریں گے کیونکہ انہوں  
 نے جو وعدہ خدا سے کیا تھا اس کے خلاف کیا۔  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:  
 ”من كان يومن بالله وباليوم الاخر فليف اذا وعد“  
 جو بھی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔  
 آنحضرت سے مروی ہے کہ:

جس شخص میں چار چیزیں ہوں گی وہ منافق ہوگا اور جس میں یہ چار چیزیں نہ ہوں گی وہ نفاق سے بری ہوگا۔  
 وہ چار چیزیں یہ ہیں -

”اذا حدث كذب واذا وعدا خلف و اذا عاهد غدر واذا خاصم فجر“  
 وہ جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، جب عہد کرے تو غداری کرے جب جھگڑا کرے  
 تو دشمن ہو جائے۔

(۱۹) گناہ پر اصرار کرنا اور اس کو ترک نہ کرنا اور اس پر نادم نہ ہونا۔

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:  
 ”والذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا الذنوب بهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصبروا على ما فعلوا وهم  
 يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنات تجري من تحتها الانهار خالدین فیها ونعم اجر العالمین“  
 اور جو لوگ بدی کرتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں تو وہ خدا کو یاد کر کے اپنی گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور  
 سوائے خدا کے کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور جو کچھ وہ کر چکے ہیں اس پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے ان  
 کی جزاء ان کے پروردگار کی طرف سے ان کی بخشش ہے۔ اور ایسے باغ ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جن کے  
 نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے اچھا اجر ہے۔  
 حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

”ان من جملة علامات الشقاء الاصرار على الذنب“  
 شقاوت کی جملہ علامات میں سے ایک علامت گناہ پر اصرار کرنا ہے۔  
 حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:  
 ”اعظم الذنوب ذنب اصر علیہ صاحبہ“  
 گناہوں میں سب سے عظیم وہ گناہ ہے جس کا کرنے والا اس پر اصرار کرے۔  
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:  
 ”لا والله لا يقبل الله شيئاً من طاعته مع الاصرار على شئ من معاصيه“  
 خدا کی قسم خدا اپنی اطاعت کو اس بندے سے قبول نہ کرے گا کہ جو اس کی نافرمانیوں سے کسی نافرمانی پر اصرار کرتا ہو۔

(۲۰) ”غذا کا احتکار کرنا (ذخیرہ اندوزی) اس نیت کے ساتھ کہ اس کی قیمت زیادہ ہوگی“  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:  
 ”ایما رجل اشترى طعاما فحبسه اربعین صباحاً یزید به غلاء المسلمین ثم باعه فتصدق بثمانه لم یکن کفارة بما صنع“  
 کوئی شخص غذا کا سامان خریدے اور اس کو چالیس دن ذخیرہ کر کے رکھے اور مقصد یہ ہو کہ یہ مسلمانوں میں کم ہو جائے تاکہ مہنگا بیچے پھر اگر اس کی قیمت صدقہ میں دے دے تو بھی اس کا کفارہ نہ ہوگا کہ جو اس نے کیا۔  
 نبی سے مروی ہے کہ:  
 ”من احتكر فوق اربعین یوما حرم الله علیه ریح الجنة“  
 جو بھی چالیس دن سے زیادہ احتکار (ذخیرہ اندوزی) کریگا خداوند عالم اس پر جنت کی بو کو حرام کر دے گا۔  
 انہیں حضرت سے مروی ہے:  
 جو بھی چالیس دن اس انتظار میں غذا کو ذخیرہ کرے گا کہ وہ مسلمانوں میں کم ہو جائے تو خدا اس سے بری ہے۔

(۲۱) ”دھوکہ بازی کرنا“  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:  
 ”من غش مسلماً فی شراء او بیع فلیس منا“  
 جو خریدو فروخت میں کسی مسلمان کے ساتھ دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔  
 اپنے فرمایا:  
 ”الا ومن غشنا فلیس منا“  
 جو بھی ہم کو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے اور اس کو تین مرتبہ فرمایا کہ:  
 ”ومن غش اخاه المسلم ، نزع الله برکة رزقه و افسد علیه معیشتہ و وکلہ الی نفسه“  
 جو بھی کسی مسلمان بھائی کے ساتھ دھوکہ کرے خدا اس کے رزق سے برکت اٹھالیتا ہے اور اس کی معیشت کو فاسد کر دیتا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا!  
 نبی مدینہ کے بازار میں ایک غلہ فروش کے پاس سے گزرے، آپ نے اس غلہ فروش سے فرمایا: میں تیرے اناج کو نہیں دیکھتا مگر صاف اور اچھا۔ آپ نے اس کی قیمت معلوم کی پس اتنے میں وحی نازل ہوئی کہ وہ اپنا ہاتھ اناج کے اندر کریں تو آپ نے ایسا ہی کیا تو اس کے نیچے سے خراب اناج نکلا تو آپ نے اس کے مالک سے فرمایا میں تجھ کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ تونے مسلمانوں کے لئے خیانت اور غش (دھوکہ) کو جمع کر لیا ہے۔

(۲۲) ”اسراف و تبذیر“  
 اور مال کا تلف کرنا چاہے کم ہی کیوں نہ ہو اور اس مال میں کفایت سے کام نہ لینا۔  
 خداوند عالم فرماتا ہے:  
 ”وکلوا وشربو اولاتسرفوا انہ لا یحب المسرفین“  
 کھاؤ، پیو، اور اسراف نہ کرو اس لئے کہ وہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔  
 ”وان المسرفین ہم اصحاب النار“

اسراف کرنے والے جہنمی ہیں۔

”ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين وكان الشيطان لربه كفورا“

بیشک بے جا خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پرور دگار کا سب سے بڑا منکر ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”ان الله اذا اراد بعيد خيراً، الهمة الاقتصاد وحسن التدبير وجنبه سوء التدبير، والاسراف“

بیشک اللہ جب کسی بندے سے خیر چاہتا ہے تو اس کو اقتصاد اور بہترین تدبیر الہام کرتا ہے اور بری تدبیر اور اسراف سے بچاتا ہے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اس کو کرامت عطا کی کہ جس نے بخشش کی اور اس سے ہاتھ روک لیا جس نے بخشش کے سلسلہ میں سستی کی؟ اور جان لو کہ مال، اللہ کا مال ہے اس نے لوگوں کے پاس امانت رکھا ہے اور ان کے لئے جائز قرار دیا ہے کہ وہ اس میں میانہ روی اختیار کرتے ہوئے کھا ئیں پیئیں اور نکاح کریں اور اس کے علاوہ جو بچے وہ فقرا ء کو تقسیم کریں اور اس مال کے ذریعہ فقراء کی پرا گندگی کو جمع کریں پس جو بھی ایسا کرے گا تو وہ حلال کھائے گا، حلال پئے گا، حلال نکاح کرے گا۔ اور اس کے علاوہ اس پر حرام ہے: پھر آپ نے فرمایا:

”لاتسر فوا ان لله لا يحب المسرفين“

اسراف نہ کرو، خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

میا نہ روی ایک ایسا امر ہے جو خدا کو پسند ہے اور اسراف اس کو نا پسند ہے یہاں تک کہ تمہارے کھجور کی گٹھلی کا پھینکنا اگر وہ کسی چیز کے کام آتی ہے اور تمہارا وہ پانی جو زیادہ ہے اس کا پھینکنا اس کو پسند نہیں ہے۔

(۲۳) ”واجبات میں سے کسی واجب کا ترک کرنا“

جیسے نماز روزہ یا ان دونوں کے علاوہ دوسرے واجبات میں سے کسی واجب کا ترک کرنا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

”من ترك الصلوة متعمداً فقد برى من ذمة الله وذمة رسوله“

جس نے بھی نماز کو عمدتاً ترک کیا تو اس سے اللہ اور اس کا رسول بری الذمہ ہیں۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”ولا ينظر الله الى عبده ولا يزكيه لو ترك فريضة من فرائض الله اوار تكب كبيرة من الكبائر“

خدا اس بندے کی طرف نہیں دیکھے گا اور نہ اس کی اصلاح کرے گا جو واجبات میں سے کسی واجب کو ترک کرتا ہے یا گناہ کبیرہ میں سے کسی کا مرتکب ہوتا ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے:

” ان الله امره بامر وا مره ابليس بامر ، فترك ما امر الله عزو جل به و صار الى ما امر به ابليس فهذا مع ابليس في الدرک السابع من النار“

اللہ نے اپنے (بندہ) کو کسی چیز کا حکم کیا اور ابلیس نے کسی چیز کا اس کو حکم دیا۔ اس نے اللہ کے حکم کو ترک کر دیا اور ابلیس کا حکم بجالایا پس وہ ابلیس کے ساتھ جہنم کے ساتویں درجہ میں ہوگا۔ اور اس کے علاوہ بھی منکرات ہیں، کہ جن کے ذکر کا محل یہاں نہیں ہے پس اگر تم چاہو تو حدیث اور فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہو۔ میرے والد نے پروقار انداز اور مؤثر آواز میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا: اب میں اس امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی گفتگو کو ایک بڑے مجتہد کے کلام کو (نقل کرتے ہوئے) ختم کر رہا ہوں جس میں فرمایا ہے: یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عظیم، اعلیٰ اور محکم افراد سے ہیں خصوصاً دین کی ریاست جن کے ہاتھوں میں ہے ان کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی نسبت سختی سے عمل کرنا چاہئے۔ کہ وہ واجب اور مستحب معروف کی ردا اوڑھ لیں اور حرام و مکروہ منکر کی ردا اتار کر پھینک دیں۔ اخلاق کریمہ سے اپنے نفس کو مزین اور بداخلاقی سے اپنے نفس کو پاک کر لیں، اس لئے کہ لوگوں کے معروف انجام دینے اور منکر سے بچنے کا یہی ایک کامل سبب ہے خصوصاً اس کو جب بہترین، پسندیدہ اور خوف زدہ موعظہ سے مزید کامل ترکیب ہو جائے کیونکہ ہر مقام کے لئے ایک نکتہ ہے اور ہر مرض کے لئے ایک دوا ہے۔ اور نفسوں اور عقولوں کا علاج جسموں کے علاج سے زیادہ سخت ہے، اسی بناء پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے جو بلند مراتب ہیں ان کو بجا لایا جائے، میرے والد نے فرمایا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی بحث کے سلسلے میں ہماری گفتگو کا



اختتام ہوتا ہے میں نے اللہ کی خالص خوشنودی حاصل کرنے کی امید پر اس کو تمہارے اور دوسرے مومنین بھائیوں کے نفع کے لئے بیان کیا ہے۔ اب کل ان عام سوالات کے سلسلہ میں گفتگو شروع کی جائے گی کہ جو تم نے اختیار کئے ہیں یا پچھلی بحثوں میں تم کچھ پوچھنا بھول گئے یا تفصیل کے ساتھ کسی سوال کا بیان چاہتے تھے یا کچھ ایسے سوالات ہیں جو پچھلی بحثوں میں ہماری گفتگو سے خارج تھے۔

میں نے کہا بہت اچھی بات ہے اور امید ہے کہ وہ بہت مفید ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا: پس کل کے جلسہ تک انشاء اللہ (بم رخصت ہوتے ہیں) کل کے جلسہ کی بحث میں ایک عام گفتگو ہوگی۔

### پہلی جزل گفتگو

جیسے ہی میرے والد صاحب میرے پاس سے تشریف لے گئے تو میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق غورو خوض کرنے لگا تاکہ فقہ کی اس بحث کو کہ جو ایک مستقل موضوع پر مبنی ہے ختم کر کے اس کے بعد آنے والی خاص گفتگو کے لیے آمادہ ہوجاؤں۔ ایسی گفتگو کہ جس کے لئے میں سوالات اور موضوعات کو معین کروں گا جیسا کہ میں نے اپنے والد سے وعدہ کیا تھا۔ اور مقررہ وقت کے آنے سے پہلے ہی میں نے آنے والی گفتگو کے سلسلے میں چند سوالات کے مجموعہ کا پہلا حصہ تیار کر لیا۔ اس کے بعد میں کئی گھنٹے تک ان سوالات کے بارے میں سوچتا رہا۔ اور جب گفتگو کا وقت آیا تو میرے والد صاحب تشریف لائے، سلام اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد اس عام گفتگو کو شروع کیا میں نے سوالات کئے اور والد صاحب نے ان کا جواب دیا۔ اور میرا پہلا سوال ان قدرتی کھالوں کے بارے میں تھا کہ جو غیر اسلامی ممالک (جیسے یورپ وغیرہ) میں بنتی اور وہاں سے ہمارے ملک میں وارد ہوتی ہیں۔

سوال: میں نے اپنے والد صاحب سے عرض کیا کہ ایک شخص اصلی کھال کا غیر اسلامی ملک میں بنا ہوا گھڑی کا پٹا باندھتا ہے اور پہننے والا نہیں جانتا کہ یہ ایسے حیوان کی کھال کا ہے جس کو اسلامی طریقہ سے ذبح کیا ہے یا نہیں؟

یاسی طرح کمر کا پٹا ہے تو کیا ایسی صورت میں نماز کے وقت ان دونوں کو اتار دیا جائے یا نہیں؟

جواب: جب تک یہ احتمال قوی ہے کہ یہ گوشت کھانے والے حیوان کی کھال کا ہے اور اس کو اسلامی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہے تو اس میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔

سوال: پیسوں کی وہ تھیلی جو چمڑے کی بنی ہوئی ہے اور نماز کی حالت میں وہ جیب میں ہے اگر اس کی کھال گھڑی کے ذکر شدہ پٹے کی طرح ہوتو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال: فرض کیجئے کہ کسی کو اس بات کا اطمینان ہو کہ یہ گھڑی یا کمر کا پٹا ایسے حیوان کی کھال کا بنا ہوا ہے کہ جو اسلامی طریقہ سے ذبح نہیں کیا گیا لیکن بھول کر اسکے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دے، پھر نماز کے دوران اسے یاد آجائے اور وہ پھر اپنی گھڑی اور کمر کا پٹا اتار دے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ایسی حالت میں درست ہے، لیکن اگر یہ انسان، لا پرواہی یا ایسی چیز کو اہمیت نہ دینے کی بنا پر ہوتو نماز کا دوبارہ پڑھنا لازمی ہے۔

سوال: کپڑے دھونے کی برقی مشین جو پانی بند ہوجانے کے بعد کپڑوں کو خشک کرتی ہے اور اس کا خشک کرنا اس کے گھومنے کی قوت کی بنا پر ہے نہ نچوڑنے کی بنا پر تو کیا یہ کپڑوں کو پاک کرنے کیلئے کافی ہے؟

جواب: ہاں پاک کرنے کے لیے کافی ہے۔

سوال: کتنی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ بعض اشخاص کے ساتھ میں نے مصافحہ کیا اور ان کا ہاتھ گیلا تھا لیکن میں نہیں جانتا کہ یہ مصافحہ کرنے والا مسلمان ہے یا کافر کہ جو طہارت کے حکم میں نہیں ہے تو کیا میرے اوپر واجب ہے کہ اس سے سوال کروں تا کہ مجھے یقین ہوجائے؟

جواب: ہرگز! تم پر اس سے پوچھنا واجب نہیں ہے ممکن ہے کہ تم کہہ سکتے ہو کہ یہ میرا ہاتھ پاک ہاتھ سے مس ہوا ہے۔

سوال: یونیورسٹی کا طالب علم یا تاجر یا سیاح یا دوسرے لوگ جو غیر اسلامی ممالک مثلاً یورپ وغیرہ کا سفر کرتے ہیں تو ان کی روز مرہ کی زندگی میں وہاں کے رہنے والے بیہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ہوٹل میں حجامت بناتے وقت، دوآخانہ وغیرہ میں اس سے ملتے وقت سرایت کرنے والی رطوبت سے نہیں بچا جاسکتا تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب: جب تک تم کو ان کی ظاہری نجاست کا قطعی علم نہ ہوجائے اس وقت تک تم ان کے جسموں کو پاک سمجھو۔

سوال: اگر میں کسی ایسے گھر میں رہنے لگوں کہ جس میں پہلے ایسے لوگ رہتے تھے کہ جن کی طہارت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا تو کیا مجھے یہ حق ہے کہ میں وہاں کی ہر چیز پر طہارت کا حکم لگاؤں؟

جواب: ہاں! تم ہر چیز پر طہارت کا حکم لگا سکتے ہو جب تک تم کو ان کی نجاست کا علم یا اطمینان نہ ہوجائے۔

سوال: چھوڑیئے! نماز کی طرف پلٹتے ہیں اور ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ جو نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے لیکن وہ اکثر غسل کرنے میں غلطی کرتا ہے اب اس کو پورا پورا یقین ہو گیا ہے کہ اس کے کچھ غسل باطل تھے جو اس نے پہلے کئے تھے، لیکن وہ ان کی تعداد کو نہیں جانتا کہ باطل غسل کتنے ہیں اسی بناء پر وہ نہیں جانتا کہ ایسی کتنی نمازیں اور کتنے روزے ہیں جو اس نے باطل غسل کے بعد انجام دیئے ہیں؟

جواب: اس کے روزے صحیح ہیں اگرچہ اس کا غسل باطل ہے لیکن اس پر واجب ہے کہ وہ نمازوں کی قضا کرے جو باطل غسلوں کے ساتھ پڑھی ہیں اگر وہ ان کی تعداد میں کم اور زیادہ ہونے میں متردد ہوا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کم عدد پر بنا رکھے۔

سوال: کبھی ایسا ہوتے تا کہ میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں اور میری جیب میں کچھ سفید کاغذ بھی ہوتے ہیں تو کیا میں ان پر سجدہ کر سکتا ہوں؟

جواب: ہاں تم ان پر سجدہ کر سکتے ہو اگر وہ پاک ہوں اور لکڑی یا اسکے مشابہ چیز سے بنے ہوں۔ جس پر سجدہ کرنا جائز ہے اور اسی طرح اس کاغذ پر بھی تم سجدہ کر سکتے ہو جو روئی اور کتان سے بنا ہوا ہو۔

سوال: کیا سیمنٹ پر سجدہ کرنا جائز ہے؟

جواب: ہاں سیمنٹ پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

سوال: اگر میں گراموفون، ٹیپ ریکارڈر، ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت سنوں کہ جس پر سجدہ واجب ہے تو کیا مجھ پر سجدہ کرنا واجب ہے؟

جواب: ہر گز نہیں! تمہارے اوپر سجدہ کرنا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ تم کسی شخص کو پڑھتے ہوئے سنو نہ کہ ٹیپ ریکارڈر وغیرہ سے۔

سوال: اگر کوئی عورت نماز پڑھ رہی ہو اور اس کے سر کے کچھ بال اس کے مقنعہ یا چادر سے باہر نکلے ہوں اور اس کو نہ جانتی ہو تو کیا مجھ پر نماز کے درمیان یا نماز کے بعد اس کو بتانا واجب ہے؟

جواب: ہر گز نہیں۔ تمہارے اوپر اس کا بتانا واجب نہیں ہے اور اگر وہ عورت اس چیز کو نہ جانے اور نماز کو تمام کر دے اس کی نماز صحیح ہے اور اگر وہ دوران نماز اس چیز کو جان لے اور ان کو چھپانے میں جلدی کرے تو بھی اس کی نماز صحیح ہے۔

سوال: ایک شخص نماز صبح سے چند منٹ پہلے بیدار ہوتا ہے تو کیا اس کا دوبارہ سونا جائز ہے جبکہ اس کو یہ معلوم ہو یا اس احتمال قوی ہو کہ وہ سورج نکلنے سے پہلے بیدار نہیں ہوگا؟

جواب: جبکہ یہ چیز اس کی سستی یا نماز کو معمولی چیز سمجھنے پر موقوف ہو تو پھر اس کا سونا جائز نہیں ہے۔

سوال: طالب علم، مزدور، ملازم پڑھنے کے لئے یا اپنے کام پر اپنے شہر سے (۲۲) کلو میٹر دور جاتا ہے اور پھر اپنے شہر لوٹ آتا ہے اور یہ اس کا سفر اکثر ایک سال یا زیادہ عرصہ تک جاری رہتا ہے تو اس کی نماز اور روزوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ اپنی نماز تمام پڑھے گا اور روزے رکھے گا۔

سوال: اگر ایک سال کے دوران ہر ہفتہ تین یا چار مرتبہ کوئی سفر کرے (نہ اس حیثیت سے کہ سفر اس کا پیشہ ہے) بلکہ اپنی دوسری ضروریات کی غرض سے مثلاً سیر و تفریح کے لئے یا بیماری کے معالجہ کے لئے یا قبور ائمہ علیہم السلام کی زیارت کے لیے یا کسی دوسری چیز کے لئے سفر کرے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ اپنی پوری نماز پڑھے اور روزہ رکھے گا کیونکہ وہ عام لوگوں کے نزدیک اس کے بعد کثیر السفر شمار کیا جائے گا اور اگرچہ وہ ہفتہ میں دو مرتبہ سفر کرے اور پانچ دن اپنے وطن رہے تو پھر نماز قصر اور تمام (یعنی نماز پوری پڑھے اور قصر بھی پڑھے) کو جمع کرے اور ماہ رمضان میں روزوں کو رکھے اور بعد میں ان کی قضا بھی کرے۔

سوال: ہماری گفتگو سفر کے سلسلہ میں ہے تو معاف کیجئے میں آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ جو ماہ رمضان میں زوال کے بعد سفر کرے اور وہ روزہ دار ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس دن کا روزہ رکھے اور اس کی قضاء لازم نہیں ہے۔

سوال: اور اگر وہ زوال سے پہلے سفر کرے اور اس کی نیت رات ہی سے کر لے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔ وہ حد ترخص پر پہنچنے کے بعد افطار کرے اور اس کے بعد میں قضا بجالائے۔

سوال: اور اگر وہ زوال سے پہلے سفر کرے اور اس کی نیت سفر رات سے نہ ہو؟

جواب: اس کا حکم بھی پہلے حکم کی طرح ہے۔

سوال: ماہ رمضان میں مسافر زوال کے بعد اپنے وطن یا اپنے رہنے کی جگہ پہنچے تو کیا ایسی صورت میں اس باقی دن میں اس پر امساک (روزہ باطل کرنے والی چیزوں سے پرہیز) ضروری ہے؟

جواب: اس پر امساک واجب نہیں ہے اگرچہ مناسب یہی ہے کہ وہ بقیہ دن امساک کرے۔

سوال: اور اگر وہ زوال سے پہلے آجائے اور اس نے اپنے اس سفر میں روزہ افطار کر لیا تو؟

جواب: اس کا حکم پہلے حکم کی طرح ہے۔

سوال: اور اگر وہ زوال سے پہلے اپنے وطن یا رہنے کی جگہ پہنچ جائے اور اس نے سفر میں افطار بھی نہیں کیا؟

جواب: اس پر روزہ کی نیت واجب ہے بقیہ دن وہ مفطرات روزہ سے اجتناب کرے۔

سوال: ایک شخص نے چند سال ماہ رمضان میں روزے رکھے اور وہ غسل جنابت کے واجب ہونے کو جہالت کی بنا پر نہیں جانتا تھا اس بنا پر اس نے غسل نہیں کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا روزہ صحیح ہے اور اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

سوال: بعض حساسیت کے مریض (مثلاً سینہ کی حساسیت، دمہ کی بیماری) ایک ایسی چیز کرتے ہیں کہ جو سانس لے نے میں مدد دیتی ہے۔ اس کو ہم سانس لینے کی مشین کہتے ہیں۔ وہ اسکو دھن میں سانس کی تنگی کے وقت رکھتے ہیں اور

اس سے گیس کے مانند ایک چیز نکلتی ہے تو اس کا استعمال روزہ میں جائز ہے؟

جواب: ہاں، روزہ کی حالت میں اس کا استعمال جائز ہے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

سوال: آیا ماہ رمضان میں دن کے وقت بے روزہ دار لوگوں کو کھانا کھلانا جائز ہے؟ چاہے یہ کھانا ہوٹل میں یا گھر میں کھلا یا جائے ان بے روزہ دار لوگوں میں معذور بھی اور غیر معذور بھی ہوں اس کھانا کھلا نے میں اس مقدس مہینہ کی

بے حرمتی بھی نہ ہوتی ہو؟

جواب: معذورین کے لئے کھانا کھلانا جائز ہے (ان کے علاوہ کسی کو کھانا کھلانا جائز نہیں)

سوال: اگر منجمین کی طرف سے چاند ثابت ہونے کا اعلان ہو جائے اور نجومی حساب کے صحیح ہونے کا مجھے شخصاً اطمینان حاصل ہو تو کیا چاند کی پہلی تاریخ کے ثابت ہونے میں، میں اپنے اطمینان پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ رکھ سکتا ہوں اور کیا اسی طرح عید مان کر روزہ توڑ سکتا ہوں؟

جواب: چاند کی پہلی تاریخ ثابت ہونے میں اطمینان کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور اسی طرح اطمینان کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے کہ چاند دیکھنے کے قابل ہو بلکہ ضروری ہے کہ چاند کو تم کو دیکھو۔ یا تمہارے علاوہ جو دوسرے لوگ ہیں وہ

دیکھیں، ہاں اگر کسی دوسرے شہر میں رویت ہلال ہوگئی ہو اور تمہارا شہر اس کے آفاق میں متحد ہو اس طرح کی بادل، غبار، پہاڑ وغیرہ کے مانند کوئی چیز، دیکھنے سے مانع ہو تو پھر تمہارے شہر میں بھی اس کی رویت لازمی ہے۔ (لہذا

چاند ثابت ہو جائے گا)

سوال: گلو کوز جس میں پانی، شکر اور کچھ دوائیں ملی ہوتی ہیں۔ جو مریض کو انجیکشن کے ذریعے خون میں مرض کی بنا پر غذا کے طور پر چڑھائی جاتی ہے کیا روزہ دار اس سے بچنا واجب ہے؟

جواب: بچنا واجب نہیں ہے اگرچہ مناسب یہی ہے کہ اس کو نہ چڑھا یا جائے۔

سوال: اب حج کی طرف چلتے ہیں، میں آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ جو کسی سال مادی و مالی اعتبار سے مستطیع ہو گیا مگر سفر میں رکاوٹ پیدا ہوگئی اور وہ اس سال ویزہ حاصل نہ کر سکا حج کے موسم کے

بعد حج کے لئے جو مخصوص مال تھا وہ ضروریات زندگی پر خرچ کرنے کے لئے مجبور ہو گیا اس کے بعد وہ اتنی مقدار میں مال کے حاصل کرنے پر مستطیع نہ ہو سکا کہ جتنا حج کے لئے ضروری ہے؟

جواب: اگر آنے والے سالوں میں وہ مستطیع ہو گیا تو اس پر حج واجب ہے اور اگر مستطیع نہ ہوا تو حج اس پر واجب نہیں ہے۔

سوال: آپ نے حج کی بحث میں مجھ سے فرمایا کہ میں نے رمی۔ ”جرمۃ عقبہ“ کیا تو آپ نے یہ نہیں بتایا کہ یہ کنکر یاں کس سمت سے ان شیاطین کو ماریں؟

جواب: میں نے ان کے سامنے سے یہ کنکریاں ماریں اس لئے کہ ان کے پیچھے سے مارنا جائز نہیں ہے۔

سوال: آپ نے فرمایا تھا کہ آپ نے اس میقات سے اپنا احرام باندھا تھا کہ جس کا نام جحفہ تھا، جدہ ہوائی جہاز سے پہنچنے کے بعد، پس اگر کوئی شخص جہالت کی بنا پر جدہ سے احرام، باندھ لے اور جحفہ سے نہ باندھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: احرام باندھنے کی نذر جدہ سے کی ہو تو پھر احرام باندھنا وہاں سے صحیح ہے۔

سوال: آپ نے فرمایا تھا کہ طواف اور سعی کے بعد آپ نے خود تقصیر کی (بال کاٹنے) اگر آپ اپنے بال کاٹنے سے پہلے

کسی دوسرے بھائی کے بال کاٹیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اپنے بال کاٹنے سے پہلے کسی دوسرے کے بال کاٹنا صحیح ہے۔

سوال: اگر مجھ پر اس سال حج واجب ہو جائے اور اس میں یونیورسٹی یا کالج کا ایک طالب علم ہوں ، اگر حج کا وقت اور سالانہ امتحان ایک ہی وقت میں جمع ہو جائیں اور ایسی صورت میں حج کے لئے میرا سفر کرنا ایک سال کی پڑھائی کا نقصان ، اور اس میں مادی اور معنوی شدید نقصان ہے؟

جواب: اگر تمہارا سفر تمہارے لئے شدید حرج کا باعث ہو جیسا کہ تم نے کہا تو اس سال حج کا ترک کرنا تمہارے لیے جائز ہے۔

سوال: مجھے معاف کیجئے گا بعض موضوعات کو چھوڑتے ہوئے خاص طور سے تجارت کے بارے میں سوال کر رہا ہوں ، اور ہم اس موضوع کو حکومتی بینکوں کے ساتھ تجارت کے معاملہ سے شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ بعض لوگ اپنے اموال کو تجارت کی غرض سے ان کے سپرد کرتے ہیں تاکہ ان میں اضافہ ہو جائے؟

جواب: میرے والد صاحب نے فرمایا تھرو میں پہلے تم سے ایک سوال کرتا ہوں ، کہ کیا یہ بینک اسلامی ممالک یا غیر اسلامی ممالک کی حکومتوں کے ہیں؟ اور کیا جو مال ان کے سپرد کیا جاتا ہے وہ اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس پر فائدہ دینے والے ہیں؟

سوال: ان تمام میں کیا فرق ہے؟

جواب: غیر اسلامی ممالک کے بینکوں میں مال سپرد کرنا ہر حال میں جائز ہے اور اگر چہ فائدہ حاصل کرنے کی شرط ہی کیوں نہ ہو اور اگر یہ بینک اسلامی ممالک میں ہیں تو اگر فائدہ کے حصول کی شرط پر مال ان کے سپرد کیا جائے تو یہ حرام ہے اور اگر اس شرط کے بغیر ہو تو صحیح ہے لیکن اس مال میں تصرف جائز نہیں کہ جو سود سے حاصل کیا گیا ہو البتہ حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرنے کے بعد تصرف کر سکتے ہیں۔

سوال: اصل مال اور بینک نے جو مال کی سپردگی پر فائدہ دیا ہے ان دونوں کے درمیان کیا کوئی فرق ہے؟

جواب: نہیں دونوں میں کوئی فرق نہیں حکومت اسلامی کی بینک سے جو چیز لی گئی ہے اس میں تصرف اسی وقت جائز ہے جبکہ اس کی اجازت حاکم شرع یا اس کا وکیل دے

سوال: آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اسلامی ممالک کے بینکوں میں فائدے کے حاصل ہونے کی شرط پر مال کا سپرد کرنا جائز نہیں تو آپ کا اس شرط سے کیا مقصد ہے؟ گویا آپ کا مقصد ہے کہ سپرد کرنے والا اپنے آپ کو اس کا پابند بنا لے کہ اگر بینک نے اس کو کوئی فائدہ نہ دیا تو اسے کوئی مطالبہ نہ کرے گا؟

جواب: نہ اس شرط کے معنی یہ نہیں ہے ، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بینک کو مال حوالہ کرنا اس بات پر موقوف نہ ہو کہ بینک پر اس کی اضافہ رقم دینا لازمی ہو۔

البتہ فائدہ کا مطالبہ کرنا شرط نہ لگانے کے ساتھ ویسے ہی مربوط ہے جیسا کہ فائدہ کا مطالبہ نہ کرنا شرط لگانے کے ساتھ مربوط ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہیں

سوال : جبکہ میں جانتا ہوں کہ مجھے بینک نفع دیگا اگر چہ اس نفع کی شرط بھی نہ لگائی جائے تو کیا اس صورت میں میرے لئے جائز ہے کہ میں اپنی رقم فکس ڈیپوزٹ کرالوں؟

جواب: ہاں تمہارے لئے جائز ہے کہ جب تک تم اس پر فائدہ کی شرط نہ لگاؤ۔

سوال: بعض لوگ بینک سے قرض لیتے ہیں اور بینک ان پر فائدہ لینے کی شرط لگاتا ہے تاکہ ان کو قرض دے اور کبھی یہ قرض رهن (گروی) کے ساتھ دیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بینک سے قرضہ لینا جائز نہیں ہے جبکہ وہ قرض دینے پر معین فائدہ کی شرط لگائے ، کیوں کہ وہ سود ہے اب چاہے یہ قرض رهن (گروی) کے ساتھ ہو یا بغیر رهن کے ساتھ ہو لیکن بینک سے مال لینا جائز ہے۔ جبکہ قرض لینے کا قصد نہ ہو پھر اس میں حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اس میں تصرف کرنے کی اجازت حاصل کر لے اور اس صورت میں ان کے لئے کوئی حرج نہیں کہ ان کو اس کا علم ہو کہ بینک ان سے زبردستی فائدہ وصول کر لے گا پس اگر بینک ان سے طلب کرے تو پھر ان کو جائز ہے کہ وہ اضافہ رقم کو دیدیں کیونکہ وہ لوگ بینک کو دینے کی ہمت نہیں رکھتے۔

سوال: اگر کسی شخص کے پاس رہنے کے لئے گھر نہیں ہے تو کیا یہ شخص حکومتی بینک سے قرض لیکر اپنے لئے گھر بنا سکتا ہے؟

جواب: فائدہ کی شرط کے ساتھ بینک سے قرض لینا چاہے جو غرض بھی ہو صحیح نہیں ہے لیکن بینک سے مال حاصل کرنا جبکہ قرض کی نیت نہ ہو جائز ہے اور اس میں تصرف کرنا حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اجازت لیکر جائز ہے یہ میں تم کو پہلے بتا چکا ہوں اب پھر دو بارہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلامی ممالک میں حکومتی بینکوں سے مال حاصل

کرنا جائز نہیں ہے پس اگر تم نے اپنے جاری شدہ حساب سے اپنے مال کو نکال لیا تو اس میں تم حاکم شرع کی اجازت سے تصرف کرو اور اگر تم نے بینک کو چیک دیکر مال کو اپنے قبضہ میں کر لیا تو حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اجازت لیکر اس میں تصرف کرو اسی طرح دوسری چیزوں میں بھی (جو بینک سے فائدہ کے سلسلہ میں مربوط ہیں حاکم شرع سے یا اس کے وکیل سے اجازت لیکر تصرف جائز ہے

سوال: کیا بینک میں لین دین کا کھانا کھول سکتے ہیں اس بارے میں مجھے بتائیے؟

جواب: ہاں! ہاں بینکوں میں لین دین کا کھانا کھول سکتے ہیں اور اسی طرح بینک چاہے پرائیویٹ ہو یا حکومتی ہو اس کو کھاتہ دار سے فائدہ لینا جائز ہے چاہے بینک فائدہ اپنی خدمات کی وجہ سے لے یا قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں فائدہ لے، یا جو املاک کے کاغذات و اسناد جو بینک کو حفاظت کے لئے دیئے ہیں ان کی حفاظت کے سلسلہ میں بینک فائدہ لے یا اس مبلغ پر فائدہ لے کہ جو بینک اپنے مال خاص سے اس کو دیا ہے وہ مال کے لوٹانے کی غرض سے فائدہ لے نہ کہ کھاتے دار کے حساب کی وجہ سے

سوال: بینک اگر مالی ضمانت یا مالی عہد و پیمانہ کر لے گویا کسی معاملہ کے مقابلہ میں بینک ضامن ہوا، اب وہ ضمانت چاہے قانونی ہو یا غیر قانونی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے یہاں تک کہ اگر بینک اس معاملہ کی ضمانت یا عہد و پیمانہ پر اجرت بھی لے تو بھی جائز ہے۔

سوال: شیئروں (تجارتی حصوں) کا شرکت میں خریدنا اور بیچنا مثلاً ایک دوسرے کے حصے خریدنا یا فقط اپنے لئے حصوں کا خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: (تجارتی حصوں) شیئروں کا خریدنا اور بیچنا شرکت میں جائز ہے، شرط یہ ہے کہ اس شرکت کے معاملات حرام نہ ہوں۔ مثلاً شرکت کے معاملات شراب کی تجارت یا سودی معاملات پر مبنی نہ ہوں۔

سوال: کبھی یہ کمپنیاں ان شیئروں کو بینک کے ذریعہ بیچنے میں مدد لیتی ہیں جن شیئروں کے وہ مالک ہیں، پس بینک بیچ میں آ کر معینہ اجرت بھی لیتا ہے؟

جواب: اس کا یہ اجرت لینا صحیح ہے اور یہ معاملہ جائز ہے۔

سوال: کیا اسناد (تجارت و املاک) کا بیچنا جائز ہے؟

جواب: اسناد (تجارت و املاک) کا بیچنا صحیح نہیں ہے اور نہ بینک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ان کی خرید و فروخت کے درمیان آئے اور یہ بات فطری ہے کہ اس وقت بینک کا اس پر اجرت لینا صحیح نہیں ہے۔

سوال: کیا داخلی یا خارجی عملیات کو تحویل دے سکتے ہیں؟

جواب: ذرا ٹھیک سے اپنے سوال کو بیان کیجئے یا اس کی مثال دیجئے تاکہ تمہارے مطلب کا میں جواب دے سکوں؟

سوال: کہا کہ تہ دار جب اپنے حساب میں سے کچھ رقم اپنے وکیل کے حوالہ کرے جبکہ کہا کہ تہ دار کا حساب و کتاب بینک میں ہو تو بینک اپنے کہا کہ تہ دار کے لئے ایک (مخصوص) چیک جاری کرتا ہے، پھر اس کو جاری کرنے کی بنا پر ایک معینہ اجرت بھی لیتا ہے؟

جواب: اس کو یہ اجرت لینے کا حق ہے۔

سوال: ایک شخص نے کچھ نقد رقم کسی شہر میں بینک کے حوالے کی تاکہ وہ اس رقم کو یا اس کے معادل دوسری رقم وغیرہ کو ملک کے اندر کسی بھی جگہ یا ملک سے باہر بینک سے حاصل کرے پھر بینک اس کام کے کرنے کے لئے معینہ اجرت لیتا ہے؟

جواب: اس کو یہ اجرت لینے کا حق ہے۔

سوال: بینک دوسرے کے تجارتی معاملات کو نقد مالی اضافہ کے ساتھ اپنے اختیار میں لیتا ہے؟

جواب: اس کو اس کا حق ہے۔

سوال: ایک شخص کے ذمہ کسی دوسرے شخص کا قرض ہے اور قرض دار سے قرض کی قانونی رسید لیتا ہے، پھر وہ چاہتا ہے کہ اپنے اس قرض کو کہ جس کی مدت باقی ہے کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فوری کم قیمت پر بیچ دے تو کیا وہ کرسکتا ہے؟

جواب: ہاں، وہ یہ کرسکتا ہے اس کو اس کا حق حاصل ہے۔

سوال: نقدی رقم کے حوالہ جات دینا، میرا مقصد اس سے یہ ہے کہ قرض دار اپنے قرض ادا کرنے کا اختیار بینک کو دے دے یا بینک اپنے قرض کو ملک سے باہر کسی بھی شعبہ کے حوالہ کر دے یا کسی دوسرے بینک کے حوالہ کر دے؟

جواب: دونوں حوالہ صحیح ہیں، اور شرعی ہیں اور بینک کو اس کام کے کرنے کی اجرت لینے کا حق حاصل ہے۔

سوال: لوگوں کا موت کے خطرے یا دوسرے حادثات یا اموال کے نقصانات پر مثلاً ہوائی جہازوں، موٹر گاڑیوں اور کشتیوں

کے نقصانات یا جلنے یا ڈوب جانے وغیرہ پر بیمہ کرنا صحیح ہے یا نہیں؟  
 جواب: ان تمام چیزوں کا بیمہ کرنا صحیح ہے اور دونوں جانب پر پابندی کرنا لازمی ہے۔  
 سوال: بینک میں حساب و کتاب اور اس کے ساتھ معاملہ کرنے کے ضمن میں آپ سے سونے کی ایک مثقال سے بنی ہوئی چیز کو ایک مثقال کی بنی ہوئی کسی دوسری چیز سے بیچنے کے بارے میں سوال کرتا ہوں اس کے ساتھ اس بنی ہوئی چیز کے بنا نے کی اجرت بھی لی جائے تو کیا حکم ہے؟  
 جواب: یہ چیز تم پر حرام ہے، اور جائز نہیں ہے۔ اگرچہ بہت سے سناروں کے ہاں یہ چیز ان دنوں رائج ہے، اور میں تم کو پہلے اس سوال کے بارے میں جواب دے چکا ہوں اور پھر تاکید کر تا ہوں کہ حرام ہے اور جائز نہیں۔  
 سوال: بعض شادی کے سفید سونے کے زیورات ہوتے ہیں کیا مردوں کے لئے ان کا پہننا جائز ہے یا نہیں؟  
 جواب: تمہاری مراد سونے کی زنجیر ہے؟  
 سوال: ہاں!

جواب: زنجیر اگر سونے کے علاوہ کسی اور چیز کی بنی ہوئی ہو تو مرد کے لیے پہننا جائز ہے۔ کیونکہ ان پر جو ممنوع ہے وہ سونے کے تمام گھیرٹ کی بنی ہوئی چیزیں ہیں نہ کہ دوسری دھاتوں کی۔  
 سوال: کیا حیوان اور انسان کے مجسمہ بنانا جائز ہیں؟  
 جواب: نہیں جائز نہیں ہے۔  
 سوال: کیا انسان یا حیوان کے مجسمہ کے علاوہ تصویر بنانا جائز ہے؟  
 جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا انسان اور حیوان کے مجسمہ کی تماثل (فوٹو) بیچنا اور خریدنا جائز ہے اور زینت کیلئے رکھنا جائز ہے؟  
 جواب: جائز ہے۔  
 سوال: بعض لباس جو پتلے اور نرم ہوتے ہیں انکو (الباعۃ) کہا جاتا ہے جو خالص ریشم کے ہوتے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ وہ اصلی ریشم کے ہیں یا نہیں کیا مجھ پر واجب ہے کہ اس کی تحقیق کروں تاکہ مجھے یقین ہو جائے؟  
 جواب: تم پر اس کی تحقیق کرنا واجب نہیں ہے کہ تم کو اس کا یقین ہو جائے ان لباسوں کا پہننا تمہارے لیے جائز ہے۔  
 سوال: بانسری اور غنا کے خاص آلات اور اس طرح دوسرے حرام لہو کے آلات کا بیچنا حرام ہے لیکن یہاں دوسرے آلات لہو بچوں کے کھیلنے کے لیے بنائے جاتے ہیں اور ان کی غرض بچوں کو بہلانے کا ہے کیا ان کا بیچنا اور خریدنا جائز ہے؟  
 جواب: جائز ہے جب تک ان کا حرام آلات میں شمار نہ ہو۔

سوال: کبھی زمین کا مالک اور ٹھیکیدار اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ ٹھیکہ دار مالک کو اس معین رقم کے مقابلہ میں گھر بنا کر دے اور ٹھیکہ دار پر یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ وہ ایک سال کی مدت میں گھر بنا کر تیار کر دے۔ پس اگر ٹھیکہ دار نے اس مدت میں گھر بنا کر نہ دیا تو گھر کے مالک کو ایک معین رقم گھاٹے کے طور پر دینی پڑے گی اور کبھی ٹھیکہ دار گھر کے مالک پر شرط لگاتا ہے کہ وہ ایک سال کی مدت میں گھر بنا کر تیار کر دے گا مگر شرط یہ ہے کہ گھر کامالک اس مدت میں گھر بنا نے کے سامان کو مہیا کرنے میں تاخیر نہ کرے۔ اور جب اس کی طرف سے شرط میں تاخیر ہو تو پھر ٹھیکہ دار اس سے معین مالی نقصان لے گا۔  
 پس جب سال تمام ہو جائے اور گھر نہ بن سکے اور تاخیر کا سبب گھر کے مالک کی وجہ سے ہو تو کبھی ماہانہ خسارت مالی ٹھیکہ دار لیتا ہے اور کبھی یہ خسارے ایک ہی مرتبہ لے لیتا ہے اب چاہے یہ تاخیر لمبی مدت کی ہو یا کم مدت کی پس کیا ان دو صورتوں میں یہ جانتے ہوئے کہ یہ دونوں شرطیں عقد لازم کی بنا پر باندھی گئی ہیں تو کیا اضافہ لینا جائز ہے؟

جواب: دونوں صورتوں میں اضافہ رقم لینا جائز ہے۔  
 سوال: کمپنیوں، کارخانہ جات، چھاپہ خانوں اور صنعتی اداروں کے لئے قانوناً اور عرفاً مالی اجازت ہے جب تک کہ وہ اجازت حکومت کی طرف سے لغو قرار نہ پائے کیا ایسی صورت میں اس کی مالیت کو بیچا جا سکتا ہے؟ کیا اس کو خریدا جا سکتا ہے؟ اور ایک شخص کی ملکیت سے دوسرے شخص کی ملکیت میں منتقل ہو سکتی ہے؟ اور یہ چیز شرعاً ٹھیک ہے؟

جواب: ہاں! خصوصاً ان چیزوں کا کہ جن کی شارع نے اجازت دی ہو۔  
 سوال: بعض چھاپہ خانے اپنی چھاپی ہوئی کتاب پر تجارتی حیثیت سے مؤلف کتاب یا ناشر کتاب کی اجازت کے بغیر یہ عبارت لکھتے ہیں ”حقوق طبع بحق مؤلف یا ناشر محفوظ ہیں“ کیا یہ درست ہے؟

جواب: اس مذکورہ تحریر کا کوئی اثر نہیں۔ مگر یہ کہ مؤلفین و ناشرین اور ان کے حقوق قانون کی روشنی میں اور حاکم شرع کی طرف سے ثابت ہوں۔

سوال: حیوانات کو سجانا اور ان کی منظر عام پر نمائش کرنا اور زینت کے لئے جلوس میں شرکت کرنا کیسا ہے؟  
جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا خون کا بیچنا اور اس کا خریدنا علاج کیلئے جائز ہے؟  
جواب: جائز ہے۔

سوال: جس حیوان کا گوشت کھایا نہ جاتا ہو اس کا گوشت اس شخص کے ہاتھ بیچنا جس کا مذہب اس کے گوشت کو کھانا جائز سمجھتا ہو کیسا ہے؟ کیا صحیح اور جائز ہے؟  
جواب: جائز ہے۔

سوال: آپ نے گذشتہ بحث میں مجھ سے فرمایا تھا کہ! جس دستر خوان پر شراب پی جاتی ہو تو اس پر بیٹھنا حرام ہے۔ اس بنا پر کیا مجھے حق ہے کہ میں ایسے شخص کی ملازمت کروں کہ جہاں شراب اور (بئیر) و مردار بیچا جاتا ہے اور اس کے ساتھ دوسری اشیاء بھی بیچی ہوئی رقم جمع ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تم نے اس کے یہاں صرف حلال چیزوں کو بیچنے کا طے کیا ہو تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور وہ اجرت جو تم کو اس سے ملتی ہے اس وقت تک تمہارے لئے لینا حلال ہے جب تک کہ تم کو اسکا حرام چیز میں شامل ہو جائے نامعلوم نہ ہو جائے۔ (جب تم کو یہ یقین ہو جائے کہ یہ اجرت اسی میں سے دی جا رہی ہے جو حرام مخلوط ہے تو پھر اسکا لینا جائز نہیں ہے۔

سوال: کیا میں ایسے ہوٹل میں کام کر سکتا ہوں کہ جہاں صرف میرا کام یہ ہو کہ مجھے وہ گوشت پکانا ہو کہ جس کا شرعی تذکیہ نہ کیا گیا ہو، جب کہ میں اس معاملہ کے لئے ہوٹل میں نہیں آیا ہوں بلکہ میرا کام پکانے میں محدود ہے (اور بس)؟  
جواب: تمہارے لئے یہ جائز ہے۔

سوال: اب جبکہ میں کھانے پینے کے مسئلوں پر آ گیا ہوں تو میرا پہلا سوال اس مرغ کے گوشت کی خرید و فروخت کے بارے میں ہے کہ جو اسلامی ممالک سے آتا ہے اور اس پر یہ جملہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ ”یہ اسلامی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہے“؟

جواب: تمہارے لئے اس کا کھانا پینا اور خرید و فروخت کرنا جائز ہے، جب تک کہ تم کو اس کے تذکیہ نہ ہونے کا یقین نہ ہو جائے یہ جملہ لکھا ہوا یا نہ لکھا ہو۔

سوال: جو غیر اسلامی ممالک سے وارد ہوتا ہے اور اس پر یہ جملہ لکھا ہوا ہو کہ یہ اسلامی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہے؟  
جواب: اس کا کھانا تمہارے لئے جائز نہیں ہے جب تک کہ تمہیں اسلامی طریقہ پر ذبح کرنے کا اطمینان نہ ہو جائے اور یہ ذبح حقیقی ہو نہ کہ زبانی۔

سوال: وہ پنیئر جو غیر اسلامی ممالک سے آتی ہے جبکہ میں اس کے بننے اور اس کی بستہ بندی کے طریقہ سے واقف نہ ہوں تو کیا میرے لئے اس کا کھانا جائز ہے؟  
جواب: اس کا کھانا جائز ہے۔

سوال: بہت سی مچھلیاں ایسی ہیں کہ جن کے جسم پر (فلس) نہیں ہوتا تو کیا ان کا کھانا جائز ہے؟  
جواب: ہاں ان کا کھانا جائز ہے، چاہے اس کے جسم پر ایک ہی چھلکا کیوں نہ ہو۔

سوال: ”معلب“ نام کی مچھلی جو یورپ اور امریکہ کے بعض ممالک سے آتی ہے کیا اس کا کھانا ہمارے لئے جائز ہے؟  
جواب: جبکہ ہم کو اس کے تذکیہ کا علم دو جہت سے نہ ہو۔

پہلی جہت:

یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ اس پر فلس ہے لیکن مچھلی کے نام سے جو غلاف پر لکھا ہے اس سے ثابت ہے کہ یہ وہی مچھلی ہے کہ جس پر فلس ہوتا ہے۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ صادر کرنے والے ممالک معلب نامی مچھلیوں کی اس قسم کو اس کے بیان کئے ہوئے صفات کے مطابق جو غلاف کے اندر ہے ٹھوس قوانین کے ساتھ بستہ بندی کرتے ہیں،

دوسری جہت:

یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ اس کو پانی کے اندر مرا ہوا پکڑا ہے یا پانی کے باہر زندہ پکڑا ہے۔ اگر پانی کے اندر مری ہوئی

ہے تو جال کے اندر یا اس روکاوٹ کے اندر جو مچھلی پکڑنے کے لئے کھڑی کر تے ہیں۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ انہیں جدید قسم کی کشتیوں سے شکار کیا جاتا ہے کہ جو مچھلی پکڑنے کے واسطے بنائی گئی ہیں اور ان سے زندہ مچھلی پانی سے باہر نکالی جاتی ہے بہت کم ایسی مچھلیاں پانی سے باہر نکالی جاتی ہیں بہت کم ایسی مچھلیاں ہیں جو مر کر مخلوط ہو جاتی ہیں؟

جواب: اگر تم کو معلوم ہو کہ یہ مذکی ہے چاہے یہ دونوں صورتیں آپ کے پیش نظر ہوں، کھانا جائز ہے ورنہ نہیں۔ سوال: یہاں کچھ مسلمانوں کے بازار میں بوٹل ہیں جو گوشت کو بیچتے ہیں؟

جواب: ان کے پکائے ہوئے گوشت کا کھانا جائز ہے

سوال: کیا بوٹل کے مالک سے معلوم کئے بغیر؟

جواب: ہاں بوٹلوں کے مالکوں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ بوٹل میں جو کام کر نے والے ہو تے ہیں ان کی دیانت معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سوال: جو (بئیر) الکحل سے خالی ہو کیا اس کا پینا جائز ہے؟ کیا وہ پاک ہے؟

جواب: شاید تمہاری مراد وہ شراب ہے کہ جو (جو) کے خمیر سے نکالی جاتی ہے اور جس سے عادتاً نشہ ہوتا ہے، اس کو (فقاہ) کہتے ہیں اور وہ حرام ہے،۔ اسی طرح وہ نجس بھی ہے۔

سوال: کیا دوا کے پینے سے پہلے تحقیق و یقین کرنا ضروری ہے کہ وہ اپنے مرکبات میں حرام چیزوں سے محفوظ ہے؟ جواب: ہر گز نہیں تحقیق اور یقین کرنا واجب نہیں ہے۔

سوال: اکثر دوا اور طاہر چیزوں میں الکحل ملی ہوئی ہوتی ہے تو کیا ان کا کھانا میرے لئے جائز ہے اور کیا وہ نجس ہیں؟ جواب: وہ نجس نہیں ہیں اور تمہارے لئے ان کا کھانا جائز ہے۔

سوال: ابھی کئی مختلف اور نئے موضوعات کے بارے میں سوالات ہیں؟

جواب: جو چاہو پوچھو۔

سوال: پہلے میں شروع اسی سوال سے کرتا ہوں کہ کیا کوئی زندہ انسان کسی دوسرے زندہ انسان کو ثواب اپنی آنکھ یا گردہ دے سکتا ہے۔ کیا اس کے لئے یہ کام جائز ہے؟

جواب: آنکھ کا دینا ثواباً جائز نہیں ہے۔ لیکن گردہ کا ثواباً دینا اس وقت جائز ہے جبکہ اس کے پاس دوسرا گردہ سالم ہو۔ سوال: بعض اشخاص وصیت کرتے ہیں کہ انکی موت کے بعد ان کے جسم کے بعض عضو کاٹ دئیے جائیں تاکہ وہ کسی ضرورت مند انسان کے جسم میں جوڑ دئیے جائیں، تو کیا اس وقت ان اعضاء کا قطع کرنا صحیح ہے؟

جواب: ہر گز نہیں، (صحیح نہیں ہے) جبکہ وصیت کرنے والا مسلمان ہو، مگر یہ کہ کسی مسلمان کی حیات کا دار و مدار اسی عضو کے لگانے پر ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے، اگرچہ اس کے مالک نے وصیت بھی نہ کی ہو لیکن دیت کا

ٹٹے والے پر لاگو ہوگی مگر یہ کہ کاتنے کی وصیت کی ہو تو پھر دیت ثابت نہیں ہوگی۔

سوال: کبھی عورت کے جسم کے اندر بچہ دانی کی رگوں کو باندھ دیا جاتا ہے جبکہ حمل اس کی صحت کے لئے خطرہ ہو اسی کے ساتھ آپریشن کے ذریعہ اس کے کھولنے کا امکان بھی ہے؟

جواب: یہ جائز ہے اگرچہ وہ کھولی بھی نہ جا سکتی ہو۔

سوال: بعض کمپنیاں مریض پر اپنی دوا کا تجربہ کرتی ہیں اور اس کو اس کی اطلاع نہیں دیتیں تاکہ وہ دیکھیں کہ یہ دوا مؤثر اور شفا بخش ہے یا نہیں؟

جواب: یہ فعل صحیح نہیں ہے۔

سوال: عام آپریشن یا مردہ جسم کا آپریشن درست ہے یا نہیں جبکہ اس کا سبب معقول ہو جیسے جرم پتہ لگانا یا (ڈاکٹری) کی تعلیم یا اس سے مشابہ دوسری چیزوں کے لئے ہو؟

جواب: مسلمان میت کی چیر پھاڑ کرنا ان اسباب کے لئے جائز نہیں ہے لیکن اس کا فر کی میت جس کا خون اس کی زندگی میں محفوظ نہ ہو (غیر محقوق الدم) اس کی چیر پھاڑ کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح وہ کافر جس کا خون اس کی زندگی میں (مقوق الدم) مشکوک ہو جبکہ کوئی شرعی (دلیل) اس پر قائم نہ ہو تو اس کی چیر پھاڑ جائز ہے۔

سوال: بہت سے طبی بیانات اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ تمباکو نوشی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ کیونکہ تمباکو نوشی قلبی امراض اور خونی رگوں اور شر یانوں کے امراض کا باعث ہوتی ہے اور وہ سانس کی تنگی کو بڑھاتی ہے، بلڈ

پریشر، کینسر اور سینہ کے درد کا سبب بنتی ہے، اس کے علاوہ گھر اور معاشرہ پر اس کے دوسرے نقصانات مرتب ہوتے ہیں کیا جو شخص تمباکو نوش نہیں ہے وہ اس کو شروع کر سکتا ہے؟ اور کیا جو عادی ہے اسے جاری رکھ سکتا

ہے؟ پھر کیا حاملہ عورت کیلئے تمباکو نوشی جائز ہے۔ جب کہ اطباء (ڈاکٹروں) کا کہنا ہے کہ ماں کی تمباکو نوشی سے



جنین متاثر ہوتا ہے؟

جواب: تمباکو نوشی چاہے مرد کرے یا عورت جب اس سے بہت بڑا نقصان جنین کو پہنچے تو وہ حرام ہے۔ چاہے اس کا عادی ہو یا اس کی ابتداء کرے، اگر تمباکو نوشی ترک کرنا اس کی صحت کو بڑا نقصان پہنچاتا ہو، یا اس کا ترک نہ کرنا اس کی صحت کو نقصان نہ پہنچاتا ہو تو اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ کونسا ضرر زیادہ ہے اس کو ترک کرنے کا یا اس کو جاری رکھنے کا (جو بھی ہو ویسا عمل کرے)۔

سوال: بچے کی ولادت کی مناسبت سے کچھ ہدیہ دئیے جاتے ہیں اور وہ ہدیہ سونے چاندی کی بنی ہوئی چیزوں یا کھانے یا نقد رقم پر مشتمل ہوتے ہیں، کیا یہ ہدیہ پیدا ہونے والے بچے کے ہیں یا اس کے والدین کے؟

جواب: ہدیے مختلف ہوتے ہیں ان میں یہ دیکھا جائے گا کہ جو نئے بچے کے لئے ہیں جیسے سونے چاندی کی بنی ہوئی چیزیں اس کی ولادت کی مناسبت سے ہوں تو وہ اس کے ہیں اور انہیں میں سے کچھ ایسے ہدیے ہوتے ہیں کہ جو مولود کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے ہوتے ہیں جیسے کھانے پینے کی چیزیں وغیرہ پس وہ اس کے والدین کے لئے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ وہ نقد رقم جو مولود کے تکیہ کے نیچے رکھی جاتی ہے یا اس کے کپڑوں میں چھپائی جاتی ہے تو وہ پہلی قسم میں شمار ہوتی ہے اور وہ خود مولود کی (ملکیت) ہوگی۔

سوال: کیا والدین کا اپنے نابالغ بچے کے مال میں تصرف کرنا جائز ہے؟

جواب: باپ کے لئے یہ تصرف کرنا جائز ہے جبکہ اس کا تصرف کرنا بچے کیلئے باعث فساد نہ ہو، لیکن ماں کا اس میں تصرف کرنا بغیر اس کے باپ کی اجازت کے جائز نہیں ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک ماں کو اجازت دے دے اور بچے کے لئے اس کا تصرف فاسد نہ ہو تو جائز ہے۔ لیکن اگر ماں کا تصرف بچے کے لئے نقصان دہ ہو تو پھر باپ، دادا کا اجازت دینا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ان پر واجب ہے کہ وہ دونوں اس کے مال کی حفاظت کریں یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے۔

سوال: سفید جادو جو نیک امور میں استعمال کیا جاتا ہے اس کے برخلاف کالا جادو جو برے کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے تو کیا اس سفید جادو سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب: تمام قسم کے جادو اور ان کی شکلیں اور ان کی اقسام حرام ہیں۔ (یہاں تک کہ یہ کام میں لایا جائے والا سفید جادو کالے جادو کے باطل کرنے میں بھی حرام ہے) مگر یہ کہ اہم مصلحت اس پر موقوف ہو، جیسے نفس محترم کی حفاظت، (تو کوئی حرج نہیں ہے)۔

سوال: ارواح کا حاضر کرنا تا کہ ان کے صاحب اور مالک کے بارے میں یا برزخ وغیرہ کے امور کے بارے میں سوال کیا جائے؟

جواب: ان ارواح کا حاضر کرنا کہ جن کا نفس محترم ہے ان کے حاضر کرنے کی بنا پر ضرور نقصان پہنچتا ہے حرام ہے لیکن محترم نفس کے علاوہ دوسری ارواح کا حاضر کرنا حرام نہیں ہے۔

سوال: ان میں سے بعض تسخیر ملائکہ کا دعویٰ کرتے ہیں؟

جواب: اس دعوے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

سوال: وہ تصویریں جو نبی اور ائمہ اطہار علیہم السلام کی طرف منسوب ہیں کیا ان کا گھر میں لٹکانا حرام ہے؟ اور کیا اعتقاد رکھنا کہ ان کی صورتیں ہیں؟

جواب: ان کا لٹکانا جائز ہے، لیکن اعتقاد کی یہ صورتیں ان کے مطابق ہیں تو یہ اعتقاد یقیناً غلط ہے۔

سوال: بعض فلم بنانے والے نبی (یا ائمہ اطہار علیہم السلام) کی تاریخی فلم بناتے ہیں؟

(۱) کسی نبی کی شبیہ بننا اور لوگوں کے سامنے نبی بنکر ظاہر ہونا اسی طرح ائمہ علیہم السلام کی شبیہ بننا کیا جائز ہے؟

(۲) اگر جواب جائز ہو تو کیا یہ شرط ہے کہ شبیہ بننے والا مومن ہو؟

جواب: ان شخصیات علیہم السلام کی شبیہ بننا جائز ہے بشرط کہ ان کے مقدس مقام اور ان کی تصویروں کی ہتک نہ ہو چاہے مستقبل میں کیوں نہ ہو اور بننے والا جو ان کے دور کی خصوصیات کو بتاتا ہے بعض صفات اس میں موجود ہونی چاہئے۔

سوال: لوگ رسالوں، جریدوں اور بعض محترم کتابوں کو کوڑے کرکٹ کی جگہ میں پھینک دیتے ہیں جبکہ ان میں بعض قرآنی آیات یا اللہ تعالیٰ کے نام ہوتے ہیں؟

جواب: یہ جائز نہیں ہے اگر وہ نجس ہو جائیں تو ان جگہوں سے اٹھانا اور ان کا پاک کرنا واجب ہے۔

سوال: بد قسمتی سے مناظرہ کرتے وقت بعض اشخاص ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ جن کے معنی اللہ تعالیٰ کے انکار

کرنے پر مشتمل ہوتے ہیں اسی طرح معصومین علیہم السلام کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ جو ان کی شان کے مطابق نہیں ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس میں وہ سنجیدہ نہیں ہیں کیا اس بنا پر ان کے اوپر حد کا جاری ہونا واجب ہے؟

جواب: جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر اس میں وہ سنجیدہ اور بارادہ نہیں ہیں تو ان پر شرعی حد جاری نہیں ہوگی البتہ وہ تعزیر کے مستحق ہیں۔

سوال: اور اگر وہ خداوند جل شانہ کو برا بھلا کہنے میں سنجیدہ اور قصد وار اوہ بھی رکھتے ہوں یا نبی یا ائمہ علیہم السلام کو برا بھلا کہتے ہوں یا دین کے بارے میں یا مذہب کے سلسلہ میں الٹی سیدھی باتیں کہتے ہوں اور اس کا قصد بھی اور اس پر اصرار بھی کرتے ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: ان کا حکم قتل ہے۔

سوال: متفرق سوالات ادھر ادھر کے رہ گئے ہیں؟ اور میں آپ سے بحث طویل ہو جانے کی بنا پر معافی چاہتا ہوں۔ کیا عورت کا نامحرم مرد کے پاس ڈرائیوری سیکھنا جائز ہے جبکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ عورت اس کے ساتھ اکیلی ہو اور عورت اس نامحرم کے ساتھ ان جگہوں پر جائے جو مشق کرنے کیلئے بہترین ہوں اور جگہیں بھیڑ بھاڑ سے عادتاً خالی ہوں؟

جواب: اس شرط کے ساتھ جائز ہے جبکہ وہ حرام میں پڑنے سے محفوظ رہے۔

سوال: کیا عورت کو بغیر پردہ کے اپنی صورت کا فوٹو کھچوانا جائز ہے، مثلاً پاسپورٹ وغیرہ کیلئے؟

جواب: اگر وہ پاسپورٹ یا کسی اور ضروری کا غرض پر لگوانے کیلئے مجبور ہو تو اس کا فوٹو کھچوانا جائز ہے لیکن فوٹو کھینچنے والا شوہر ہو یا کوئی محرم مرد اور اگر ضرورت پیش آجائے تو پھر نامحرم فوٹو گرافر سے بھی جائز ہے۔

سوال: کیا گردن کے بل حیوان کو ذبح کر سکتے ہیں؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا میت کی قبر کھودنا جائز ہے؟ جبکہ اس سے میت کی بے حرمتی لازم نہ آتی ہو؟

جواب: جائز نہیں ہے مگر چند خاص جگہوں پر جن کی فقہ کی کتابوں میں تفصیل موجود ہے۔

سوال: فلم میں پردہ دار عورتوں کو دکھایا جاتا ہے کہ جو نامحرم مرد کے سامنے آکر اس کو غسل دیتی اور سجاتی اور منا تی ہیں؟

جواب: یہ اس وقت جائز ہے جبکہ غسل دیتے اور سجاتے مناتے ہوئے ان عورتوں کو نہ پہچانے اور ان کی صورت بیجان اور کسی فتنہ کا باعث نہ ہو۔

سوال: میں نے کچھ مال راستہ میں کسی جگہ مثلاً بازار میں یا ایئر پورٹ یا ریلوے اسٹیشن یا بس اڈے یا بندر گاہ پر پایا، اور مجھے اس بات پر بھروسہ ہے کہ میں اپنے مکان کی حد تک اس کا مالک کا پتہ نہیں لگا سکتا اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی طرف سے اس کا نائب بن کر صدقہ دے دینا چاہئے۔

سوال: اور اگر کوئی بچہ کچھ رقم پالے اور وہ رقم بڑی ہو اور سکھ رائج الوقت ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب اس کے ساتھ معین صفات میں سے کوئی ایسی صفات نہ ہو کہ جس کے وسیلہ سے اس کے مالک تک پہنچا جا سکتا ہو تو بچہ کے ولی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو لے کر بچہ کی ملکیت کے لیے محفوظ کر لے اور اگر کوئی صفت ایسی پائی جائے کہ جس سے مالک کا پتہ لگا یا جا سکے تو پھر اس کا اعلان و نشر کرنا واجب ہے جیسا کہ میں نے پچھلی گفتگو میں تم سے بیان کیا۔

سوال: اب میں اپنے عقائد کے بارے میں آپ سے سوال کرتا ہوں میں معصومین علیہم السلام سے طلب رزق اور بچہ کی ولادت یا جان کی حفاظت یا شفاء مرض کے بارے میں سوال کرتا ہوں؟

جواب: پہلے میں تم سے سوال کرتا ہوں۔

سوال: آیا تمہاری یہ طلب ان سے اس بنا پر ہے کہ وہ خالق ہیں یا رازق ہیں یا حفاظت کرنے والے ہیں؟

میں نے کہا نہیں! بلکہ وہ اللہ جل سبحانہ کی طرف سے وسیلہ ہیں اور قضائے حاجت کی اس سے سفارش کرنے والے ہیں اس لئے کہ وہ کوئی کام انجام نہیں دیتے مگر اسی کے حکم سے والد صاحب نے فرمایا اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ وہ اللہ سے سوال کرتے ہیں وہ پیدا کرے، وہ رزق دے یا وہ حفاظت کرے کیونکہ وہ ایسے شفیع ہیں کہ ان کے سوال یا دعا رد نہیں ہوتی اور ان کی منزلت خدا کے نزدیک عظیم ہے اور ہمارے اوپر ان کی ولایت ہے؟

میں نے کہا ہاں۔ ہاں۔ میرا مقصد یہی ہے۔

والد صاحب نے فرمایا یہ جائز ہے، خداوند عالم کا قول ہے:

”وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ“

اسی کی طرف وسیلہ اختیار کرو، اور وہی تمہارا وسیلہ اللہ کی طرف ہیں اور یہ جائز ہے۔

دوسری جزل گفتگو

بہت سے ایسے سوالات ہیں جو عام طور پر لوگوں کے ذہنوں میں اور خاص طور پر جوانوں کے ذہنوں میں گردش کرتے رہتے ہیں، اور میں نے گذشتہ گفتگو میں بعض سوالات بیان کیئے ہیں۔ میں نے عمدتاً اس گفتگو کی طرف رخ کیا ہے اس امید کے ساتھ کی ایک مخصوص اور مستقل گفتگو ان سوالات کے متعلق ہو اور میری یہ امید پوری ہوگئی کیونکہ ہماری گذشتہ گفتگو اتنی طویل ہو گئی تھی کہ جس کی بنا پر اس گفتگو کا مخصوص جلسہ رکھا گیا ہے جو مقبول بلکہ قابل تحسین تھا۔ میں نے اس جلسہ کی خواہش کی تھی اور میرے والد صاحب نے میری خواہش کو قبول کیا۔ میں نے اپنے دل میں سو نچا کہ آج کی گفتگو کا آغاز میں بعض طالب علموں کی تکلیف کے بارے میں کروں گا کہ جن کی پڑھائی میں کچھ چیزیں ایسی نمایاں ہو تی ہیں کہ جنکے بارے میں، میں پسند کرتا ہوں کہ شریعت اسلامی کے نقطہ نظر کو جان لوں۔

سوال: بعض فز کس کے طالب علم مالش کرنے کے طریقہ کو سیکھتے ہیں کہ جس کی بنا پر بیمار عورت کے جسم کو مس کرنا ضروری ہے اور اس پر ایسی مشق کی جاتی ہے کہ جو مریضہ کی حالت کے مناسب ہے، اور اگر طالب علم اس کو ترک کر دے تو امتحان میں نا کام ہوجائے گا تو کیا ایسی صورت میں اس کا علم سیکھنا اور اس میں مہارت حاصل کرنا جائز ہے؟

جواب: طالب علم کے لئے اس وقت یہ علم حاصل کرنا جائز ہے جبکہ اس کو معلوم ہو یا وہ مطمئن ہو۔ بعض محترم نفسوں کی حفاظت اس علم میں مہارت حاصل کرنے پر موقوف ہو۔ اگرچہ مستقبل ہی میں کیوں نہ ہو جبکہ یہ عمل اس میں جنسی رجحان پیدا کرنے کا باعث نہ بنے۔

سوال: کلیات طب میں طالب علم پر ضروری ہے کہ وہ عورت اور مرد کے بارے میں تحقیق کرے اور کبھی وہ اپنی اس تحقیق کے سلسلہ میں مرد یا عورت کے عضو تناسل کا معائنہ کرتا ہے یا ان کے پاخانہ کے مقام کا معائنہ کرتا ہے پس کیا طالب علم اور ڈاکٹر کے لئے یہ تحقیق جائز ہے؟ جبکہ اس پر محترم نفس کی حفاظت موقوف ہو چاہے مستقبل میں ہی کیوں نہ ہو؟

جواب: طالب علم اور طبیب دونوں کے لئے جائز ہے جبکہ نفس محترمہ کی حفاظت اس پر موقوف ہو چاہے مستقبل ہی میں کیوں نہ ہو۔

سوال: ہسپتالوں میں نبض کی نگرانی اور خون کا دباؤ دیکھنے اور زخموں کے لیپ وغیرہ کے لئے نرسیں رکھی جاتی ہیں؟

(۱) بیمار مرد پر کیا ضروری ہے کہ وہ نرس کو اپنا بدن چھونے نہ دے؟

جواب: اگر وہ مذکورہ کاموں کو انجام دینے کیلئے کسی مرد کمپوٹر کو بلاسکتا ہوتو بلائے، یا نرس کے ہاتھ پر دستانے پہننے کو کہے یا کوئی ایسی چیز رکھے جو مانع ہو مثلاً رومال، تاکہ وہ اس کام کے درمیان بغیر جسم کے چھوئے حائل ہوجائے۔

(۲) کبھی مریض کی ضرورت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب کمپوٹر نہ ہو تو نرس اسے خود ہاتھ لگائے یا اس کا بلانا مشکل ہو یا نرس مریض پر کمپوٹر سے زیادہ مہربان ہوتی ہے؟

سوال: جب تحقیق یا علاج کی ضرورت اس بات پر موقوف ہو کہ نرس اس کو چھوئے تو یہ جائز ہے جیسا کہ سوال میں فرض کیا گیا ہے، البتہ بمقدار ضرورت ہونا چاہئے۔

(۳) کبھی شرمگاہ کے مقام پر زخم ہوتا ہے اور وہاں پٹی باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: مریض کو چاہیے کہ وہ کمپوٹر کو طلب کرے چاہے مرد ہو یا عورت، ہاتھوں پر دستانے پہنے یا کوئی چیز ایسی رکھے کہ جو کمپوٹر کے ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان حائل ہو اور شرمگاہ کو چھوا نہ جاسکے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر پٹی باندھنے کی ضرورت کے بغیر بھی یہ جائز ہے۔

سوال: اگر ہم لمس (چھونے) کو تمام مذکورہ حالات میں نظر سے بدل دیں تو نظر کا کیا حکم ہے؟

جواب: نا محرم کی نظر کا حکم وہی ہے جو لمس (چھونے) کا حکم ہے پس اس نظر میں وہ تفصیل ہے جو بیان ہو چکی ہے۔

سوال: مذکورہ حالات میں عورت مریض ہو اور تیمار داری کرنے والا مرد ہو تو کیا ایسی صورت میں وہی حکم ہے جو گزر چکا ہے؟

جواب: ہاں (با لکل وہی)

سوال: بعض بے دین شوہر اپنی بیویوں سے نماز کے ترک کرنے، بے پردگی یا مہمانوں کے لئے شراب، بیئر پیش کرنے پر یا قمار بازی میں ان کے ساتھ کھیلنے یا آنے والوں سے مصافحہ کرنے کو کہتے ہیں اور اگر وہ اس سے منع کریں تو وہ لوگ اپنی بیویوں کو مجبور کرتے ہیں، تو کیا زوجہ کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے شرعی واجبات کی حفاظت کی بنا پر اس کے ساتھ رہنا ترک کر دے؟

جواب: ہاں، زوجہ کو اس کا حق ہے کہ وہ ضرورت کے مطابق اس کے ساتھ رہنا ترک کر دے اور اسی کے ساتھ شوہر پر اس کا کامل نفقہ دینا واجب ہے۔

سوال: وہ عورت جو شرعی پردہ کی پابند ہے اور اس کا شوہر پردہ کرنے سے اس کو روکتا ہے اور وہ بے پردگی اور طلاق کے درمیان اس کو اختیار دیتا ہے (تو عورت کیا کرے بے پردہ ہو جائے یا طلاق لے لے)؟

جواب: اس کو پردہ نہ چھوڑنا چاہیے اگر چہ طلاق ہی کیوں نہ ہو جائے۔

سوال: لیکن بعض عورتوں کے لئے طلاق لینا مشکل تنگی اور شدید مشقت کا باعث ہوتا ہے؟

جواب: مشکل اور مشقت کو برداشت کرے اور ان کو خداوند عالم کا یہ قول یاد دلاؤ: ”من یتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب“۔

اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے بچاؤ کی راہ پیدا کرے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو

سوال: حمل سے مانع چیزوں کا استعمال ان دنوں عام ہے۔ پس اگر دواؤں وغیرہ کے استعمال سے ضرر و نقصان ہو اور امر ایسی چیزوں پر موقوف ہو جائے کہ جس میں طیبہ یا طیبیہ کے ذریعے موضع (حمل) کا کھولنا لازم ہو جائے تو کیا ایسی صورت میں عورت کے لئے یہ جائز ہے، یہ جانتے ہوئے کہ حمل اس کے لئے نقصان و مشقت کا سبب ہے؟

جواب: اگر یہ چیز واضح ہو کہ حمل کو روکنے والی تمام چیزیں اور وہ تدبیریں کہ جو مانع حمل ہیں ایسی نقصان دہ ہیں کہ جن کو عادتاً برداشت نہیں کیا جا سکتا اور نیز یہ کہ اگر نسل بڑھانے کے اعضاء کا کھولنا اس امر پر مبنی ہو تو پھر اس عورت پر واجب ہے کہ وہ طیبیہ (ڈاکٹر نی) کی طرف رجوع کرے اگر اس کا امکان نہ ہو تو پھر ڈاکٹر کی طرف رجوع کرے۔

سوال: کیا کسی عورت کو کسی دوسری عورت کی ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ شرم گاہ کے علاوہ دیکھنا جائز ہے؟

جواب: اگر جنسی رجحان نہ ہو تو دیکھنا جائز ہے۔

سوال: بعض عورتیں، افزائش نسل نہیں چاہتیں اور ان کے شوہر چاہتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ کس طرح افزائش نسل سے مانع ہوتی ہیں؟

سوال: دوا کے استعمال سے یا انجکشن کے ذریعے یا رحم کو جماع کے بعد دھو کر؟

جواب: یہ تمام چیزیں جائز ہیں بشرطیکہ یہ کسی بڑے نقصان سے دو چار نہ ہوں۔

سوال: عورت کا لوپ لگوانا کیسا ہے؟

جواب: اگر عورت جانتی ہو کہ لوپ لگوانا اس بات کا سبب بنے گا کہ مرد کے نطفہ سے اس کے بیضے تر ہونے کے بعد تلف ہو جائیں گے تو پھر اس کا استعمال عورت کے لئے جائز نہیں ہے۔

سوال: اور منی کا عزل کرنا کیسا ہے؟ اگر عورتیں جماع کے دوران مہبل میں منی ٹپکانے سے مانع ہوں تو؟

جواب: ان کو اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

سوال: کیا شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ زوجہ کو اولاد پیدا نہ کرنے پر مجبور کرے جبکہ وہ چاہتی ہو؟

جواب: شوہر اس کو اس بات پر کس طرح مجبور کریگا۔

سوال: وہ گولی کھانے یا انجکشن لگوانے یا لوپ کے لگوانے پر مجبور کرے گا؟

جواب: اس کو یہ حق نہیں ہے۔

سوال: کیا شوہر کے لیے جائز ہے کہ وہ جماع کے وقت مانع حمل چیزوں کو استعمال کرے؟

جواب: ہاں، لیکن اس چیز پر عورت کی موافقت ضروری ہے۔

سوال: اگر دوران جماع وہ عورت کی شرمگاہ میں منی نہ ٹپکائے (یعنی عزل کر دے) تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس کو اس کا حق ہے۔

سوال: کیا طبی دوائیں کھا کر عورتیں اپنی مہواری کو روک سکتی ہیں؟

جواب: ان کے لئے ان چیزوں کا استعمال جائز ہے۔

سوال: حمل کے شروع کے دنوں میں جنین کا ساقط کرنا آسان ہے کیا ماں کو اس کا ساقط کرنے کا حق ہے؟  
جواب: ہر گز نہیں، اس کے لئے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ جنین کا اس کے رحم میں رہنا نقصان دہ ہو یا اس کا باقی رہنا اتنے بڑے نقصان کا باعث ہو کہ وہ عادتاً اس کو برداشت نہ کر سکتی ہو تو جائز ہے۔

سوال: عورتوں کا عورتوں سے عام راستوں، ائیر پورٹ یا بازاروں اور تفریح کی جگہوں پر ملنا، گلے لگانا کیسا ہے؟  
جواب: عورتوں کا عورتوں کو گلے لگانا جائز ہے بشرطیکہ حرام فعل پر تمام نہ ہو۔

سوال: آج کل عام طور پر عورتیں سڑکوں پر نکلتی ہیں اگر ان کی وہ جگہیں بے پردہ ہوں کہ جن کا پردہ کرنا واجب ہے کیا ان کی طرف بغیر شہوت یا بغیر جنسی لذت کے دیکھنا جائز ہے؟

جواب: ہاں، اگر ان کو بے پردگی سے منع کیا جائے اور وہ نہ رکیں تو ان کی طرف دیکھنا جائز ہے۔

سوال: اس زمانے میں رائج ہے کہ عورتیں زینت کے لئے آنکھوں میں سرمہ اور پیشانی پر ٹیکہ لگا کر انگوٹھی، ہار چوڑی پہن کر بازاروں اور شاہراہوں پر لوگوں کے سامنے نکلتی ہیں؟

جواب: جائز نہیں ہے البتہ آنکھوں میں سرمہ اور انگوٹھی پہننا جائز ہے بشرطیکہ فعل حرام میں پڑنے سے محفوظ رہیں اور نا محرم مردوں کو دکھانے کا مقصد نہ ہو۔

سوال: اب ذرا پردہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میں آپ سے ایک ایسی عورت کے بارے میں سوال کروں کہ جو اپنے پاؤں کو کھلا رکھ کر نا محرم کے سامنے نکلتی ہے؟

جواب: یہ جائز نہیں ہے۔

سوال: دوسری عورت نماز پڑھنے کی حالت میں اسی طرح اپنے پاؤں کو کھلا رکھتی ہے؟

جواب: جائز ہے اور پاؤں کا نماز کی حالت میں کھلا رکھنا جائز ہے۔

سوال: عورت کا کرایہ کی گاڑی میں سوار ہونا کیسا ہے جبکہ اس کے اور ڈرائیور کے علاوہ کوئی تیسرا شخص نہ ہو؟  
جواب: کیا یہ جنسی رجحان کو بڑھا تا ہے یا حرام فعل میں مبتلا کر دیتا ہے؟

سوال: ایسا نہیں ہے بلکہ میں نے ان دنوں ڈرائیوروں کی عادت کے مطابق سوال کیا ہے؟

جواب: جب تک وہ اپنے نفس پر کنٹرول رکھے اور فعل حرام میں مبتلا نہ ہو تو اس کے ساتھ اس کا سوار ہونا جائز ہے۔  
سوال: کسی مرد کا عمداً اور ارادتاً اپنی زوجہ کے علاوہ کسی غیر کے ساتھ جنسی فعل کو انجام دینے کے بارے میں فکر کرنا کیسا ہے؟

جواب: اس کا سوچنا حرام نہیں ہے، جب تک کہ وہ فعل حرام کی طرف منتہی نہ ہو۔

سوال: آپ نے گزشتہ بحث میں مجھ سے فرمایا تھا کہ پوشیدہ عادت کو انجام دینا حرام ہے تو کیا مرد اور عورت اس حکم میں برابر ہیں؟

جواب: ہاں جس طرح مرد کو اپنے عضو تناسل سے کھیلنا یہاں تک کہ انزال ہو جائے حرام ہے اسی طرح عورت کو بھی اپنے عضو تناسل سے کھیلنا حرام ہے یہاں تک کہ اس کو انزال ہو جائے۔

سوال: مرض کی حالت میں ڈاکٹر تحقیق کرنے کے لئے اس سے منی چاہتا ہے اور مریض کے پاس منی نکالنے کا کوئی شرعی طریقہ نہیں ہے اور اس کا نکالنا ضروری ہے کیونکہ ڈاکٹر کی مانگ ہے۔

جواب: جب مریض مجبور ہو جائے تو پھر اس کے لئے جائز ہے۔

سوال: جب کوئی شخص چاہے کہ وہ اپنی آز مائش کرائے کہ وہ بچے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں، لہذا ڈاکٹر نے اس سے منی کو مانگا ہے تاکہ وہ تحقیق کرے؟

جواب: جب تک وہ اس پر مجبور نہ ہو جائے اس وقت تک منی کا نکالنا جائز نہیں ہے۔

سوال: اس آخری زمانہ میں جدید عملی مشینری کے ذریعہ (بطن مادر میں) جنین کی حالت کو بیان کرنا ممکن ہے کہ اگر جنین کی حالت پیدائشی اعتبار سے بہت خراب ہو اور علمی اعتبار سے یہ ثابت ہو جائے کہ جنین کی پیدائشی صورت حال خراب ہے یا وہ کئی بلاؤں یا کسی ایک بڑی بلا میں مبتلا ہے تو کیا اس کا ساقط کرنا جائز ہے؟

جواب: صرف جنین کی صورت حال کا خراب ہونا اس کے اسقاط کے جائز ہونے کا سبب نہیں بنتا۔ ہاں اگر اس کا باقی رہنا رحم مادر میں ماں کے لئے ضرر اور ایسی مشقت کا سبب بنے کہ جو عادتاً محال ہو تو اس کا اسقاط جائز ہے اور یہ چیز بھی روح داخل ہونے سے پہلے جائز ہے اور روح کے بعد اس کا اسقاط کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے۔

سوال: تلقیح (منی کا پیوند لگانا) اس زمانہ میں حمل اور پیدائش مصنوعی طریقہ سے کی جاتی ہے اور وہ مختلف اقسام پر ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کی آپ کو نشاندہی کرا کر اسلامی اور شرعی نظریہ کو اس بارے میں معلوم کروں۔

جواب: کہئے۔

سوال: کیا شوہر کی منی لے کر اس کو اس کی زوجہ کے رحم میں انجکشن یا دوسرے طریقوں سے ڈالا جا سکتا ہے؟  
جواب: اس حد تک جائز ہے۔

سوال: کیا شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کی منی کسی دوسری عورت کے رحم میں ڈالنا جائز ہے؟  
جواب: جائز نہیں ہے۔

سوال: کیا مرد کی منی لے کر اور زوجہ کا بیضہ لے کر ان دونوں کا آزمائش طبی ٹیوب میں ملا کر پھر اس بیضہ کو عورت کے رحم میں ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟  
جواب: یہ بھی ایک حد تک جائز ہے۔

سوال: شوہر کی منی لے کر اور کسی دوسری ایسی عورت کا بیضہ لے کر کہ اس کی بیوی نہ ہو اس کو ملا کر پھر بیوی کے رحم میں منتقل کر سکتے ہیں؟  
جواب: یہ بھی کسی حد تک جائز ہے۔

سوال: اس حالت میں بچہ کس سے ملحق کیا جائے گا؟ بیضہ والی عورت یا اس رحم والی عورت سے کہ جس میں نطفہ کامل ہوا ہے میری مراد یہ ہے کہ کون اس کی نسبتی ماں ہے؟  
جواب: اس مسئلہ میں دو احتمال ہیں، ان دونوں کے درمیان احتیاط ضروری ہے۔

سوال: کسی عورت کا بیضہ لے کر اور کسی دوسرے ایسے مرد کی منی لے کر کہ جو اس کا شوہر نہ ہو دونوں کو ملا کر پھر اس عورت کے رحم میں پلٹا سکتے ہیں؟  
جواب: اس سے اجتناب لازمی ہے۔

سوال: پھر دوبارہ طالب علموں کے مسائل کی طرف پلٹتا ہوں میرا سوال اسکول کے طالب علم کو مارنے کے بارے میں ہے کیا طالب علم کے ولی سے اجازت لینا واجب ہے مراد اس کا مارنا ہے؟

جواب: شاگردوں کا مارنا جب کہ وہ دوسروں کو ستائیں یا وہ کسی حرام کام کے مرتکب ہوں تو مارنا جائز ہے اور ولی کی اجازت صرف تین چھڑیوں تک ہے (اس سے زیادہ نہیں) اور لازم ہے کہ چھڑی اتنی ہلکی ہو کہ جس سے بدن سرخ نہ ہو ورنہ دیت دینا واجب ہو گی۔

سوال: کیا اسکول کے امتحانات میں نقل کرنا جائز ہے جبکہ کچھ ٹیچر حضرات اس پر طلاب کی مدد کرتے ہیں؟  
جواب: یہ جائز نہیں ہے۔

سوال: فن و ہنر کے کالجوں میں بعض طلبہ کو روح والی مخلوقات کی مجسمہ سازی سیکھائی جاتی ہے اگر وہ اسکے بنا نے میں شرکت نہیں کریں گے تو وہ کامیابی سے محروم اور کالج سے نکال دیئے جائیں گے پس ایسی صورت میں کیا ان کے لیے جائز ہے؟

جواب: ان کے ترک کرنے کی بنا پر کامیابی سے محرومی اس بات کا تنہا تقاضا نہیں کرتی کہ اس فعل کا انجام دینا جائز ہو جائے (شرعاً ممنوع ہے)۔

سوال: گیند، اور گیند کی تمام شکلوں اور اقسام کا کھیلنا ہر جیت کے ساتھ بغیر کسی شرط کے جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: ہاں جائز ہے۔

سوال: کشتی لڑنا اور مکہ بازی بغیر شرط کے جائز ہے؟

جواب: دونوں جائز ہیں بشرطیکہ ان دونوں سے بدن کو نقصان نہ پہنچے۔

سوال: مردوں کو جو اہم مسائل ہیں (ڈاڑھی کا منڈوانا ہے) بعض لوگ اپنی ڈاڑھیوں کو منڈواتے ہیں اور صرف ٹھڈی کے اوپر بال رکھتے ہیں کیا یہ شرعاً کافی ہے؟  
جواب: کافی نہیں ہے۔

سوال: جب ڈاڑھی کو آج استرے سے مونڈا جائے تو کیا دوسرے روز اس جگہ بال اگنے سے پہلے استرا پھیرنا جائز ہے؟  
جواب: یہ جائز نہیں ہے۔

سوال: مجھے معاف کیجئے گا کہ میں اس سوال کی طرف منتقل ہو رہا ہوں جس کا تعلق باپ اور اولاد کے درمیان ہے آپ سے معذرت کے بعد سوال کرتا ہوں ان حدود کے بارے میں کہ جو والدین کے احکام کو بجالانے کے سلسلہ میں واجب ہیں؟  
جواب: اسلام اولاد پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کو واجب قرار دیتا ہے۔

سوال: خوب کیا اطاعت والدین ہر چیز حتی روز مرہ کی زندگی میں بھی واجب ہے مثلاً والد اپنے بچہ کو حکم دے یہ پھل کھاؤ یا دس بجے سو جاؤ۔ اور اسی طرح کے دوسرے امور؟

جواب: ہاں یہ چیز بچہ کے لئے اچھی ہے۔

سوال: جبکہ والدین اپنی اولاد کو کسی معین چیز سے منع کریں اس احتمال کے ساتھ کہ اس چیز کا نقصان اس کی اولاد کو ہوگا جبکہ اس کی اولاد کا اعتقاد یہ ہو کہ وہ چیز اس کے لئے مضر نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی حالت میں والد کی مخالفت جائز نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے اس کی مخالفت کرنا اس کی اذیت کا باعث ہو۔

سوال: جب کہ والد اپنے لڑکے سے کہے میں جانتا ہوں کہ یہ سفر تم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا لیکن تمہاری دوری مجھے اذیت پہنچائے گی لہذا تم کو سفر کرنے سے منع کرتا ہوں؟

جواب: قبل اس کے کہ تمہارے سوال کا جواب دوں اس سوال کے بارے میں تم سے پوچھتا ہوں اگر لڑکا باپ کی اطاعت کرتے ہوئے سفر نہ کرے تو کیا سفر کا نہ کرنا لڑکے کو نقصان دہ ہے؟

سوال: ہر گز نہیں بچہ کا سفر نہ کرنا کسی نقصان کا باعث نہیں ہے لیکن وہ اپنے شوق اور گھومنے پھرنے سے جو تحقیق حاصل ہوتی ہے اس سے محروم ہوجائے گا۔

جواب: اس بنا پر اس کا سفر کرنا جائز نہیں ہے جبکہ اس سے اسکے والد کو تکلیف پہنچتی ہو۔

سوال: اب میں جوانوں کے اکثر شوقین کھیل کے موضوع کی طرف آتا ہوں اور وہ بغیر شرط کے شطرنج اور جوئے کا کھیلنا ہے؟

جواب: دونوں کا کھیلنا جائز نہیں ہے۔

سوال بہت سے لوگ شطرنج اور جوئے کے علاوہ دوسری چیزوں سے کھیلتے ہیں ایسی چیزیں کہ جو قمار میں شمار ہوتی ہیں لیکن صرف تفریح کے لئے کھیلتے ہیں بغیر شرط کے؟

جواب: جتنی بھی چیزیں قمار میں شمار ہوتی ہیں ان کا کھیلنا حرام ہے چاہے بغیر شرط ہی کے کیوں نہ ہو۔

سوال: بعض الیکٹرونک کھیل جو ایسی چیزوں کے ذریعہ جس کا نام (اٹاری) ہے دور سے ٹیوی پر دیکھا جاتا ہے اور ان سے الیکٹرونک و نیک طاقت کے ذریعہ کھیلا جاتا ہے اور وہ صرف تفریح ہے بغیر کسی شرط کے؟

جواب: وہ تمام چیزیں جوٹی وی پر قمار کے آلات کے ذریعہ دیکھی جاتی ہیں تو اٹاری چیزوں کے ذریعہ ان سے کھیلنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ قمار والے آلات نہیں ہیں تو جائز ہے۔

سوال قمار کے آلات سے اب میں رقص (ناچ) کی طرف آتا ہوں۔ پس میرا سوال بیوی کے ناچ کے بارے میں ہے کہ جو اپنے شوہر کے سامنے ناچتی ہے تاکہ اس کی محبت اور اس کا رجحان اس کی طرف بڑھے؟

جواب: یہ اس کے لئے جائز ہے۔

سوال: اگر کوئی عورت دوسرے کے سامنے ناچے تو؟

جواب: جائز نہیں ہے کہ وہ شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں کے سامنے ناچے بلکہ اس کا عورتوں کے سامنے بھی رقص کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: کسی مرد کا مردوں کے سامنے یا ایسی عورتوں کے سامنے رقص کرنا کہ جو اس کی بیوی نہیں کیسا ہے؟

جواب: اس کا رقص کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

سوال: شادی یا دوسری تفریحی محفلوں میں مردوں یا عورتوں کا تا لیاں بجانا کیسا ہے؟

جواب: ان کے لئے جائز ہے بشرطیکہ کسی دوسرے حرام فعل کے مرتکب نہ ہوں۔

سوال: اب میرا سوال دینی غنا کے سننے کے جواز میں ہے؟

جواب تمہاری مراد وہ دینی کلمات ہیں کہ جو اہل لہو و طرب کے مشہور لحنوں سے ادا ہوتے ہیں؟

سوال: ہاں۔

جواب: ان کا سننا حرام ہے اور اسی طرح ہر وہ کلام جو لہو میں مبتلا کرنے والا نہیں ہے اور ان کے لحنوں سے ادا ہوتا ہے چاہے دعا ہو یا کوئی اور ذکر ہو (یا ان دونوں کے علاوہ اور کچھ ہو)

سوال: اور لہوی کلام جوان کے لحنوں سے ادا ہوتا ہے؟

جواب: یہی تو غنا ہے جو مشہور ہے اور اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں ہے

سوال: موسیقی کا اطلاق ہمارے اس زمانہ میں کس چیز پر ہوتا ہے؟

جواب: وہ دو قسموں پر ہوتا ہے ایک تو لہو و طرب کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہے پس اس کا سننا حرام ہے اور اس کے علاوہ جو ہے اس کا سننا جائز ہے۔

سوال: بعض موسیقی کی قسمیں ایسی ہیں کہ جو تلاوت کلام پاک سے پہلے یا اذان کہنے سے پہلے یا کبھی دینی پروگرام سے پہلے یا جو دینی پروگرام سے ملحق ہیں اس سے پہلے بجائی جاتی ہیں کیا ان کا سنا جائز ہے

جواب: یہ موسیقی کی دو سری قسم سے مربوط ہے جو حلال ہے۔  
سوال: وہ موسیقی کہ جو خبروں کے بیان کرنے سے پہلے نشر کی جاتی ہے

جواب: یہ بھی جائز ہے

سوال: بعض گھڑیوں میں معین وقت الارم بنانے کے لئے موسیقی فٹ کر دی جاتی ہے تاکہ جب چاہیں ان کو معین وقت پر لگادیں لہذا ان کا بیچنا اور ان کا خریدنا اور ان کی موسیقیوں کو سننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے

سوال: کلاسیکی موسیقی وہ ہے کہ جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ا عصاب کو تحریک میں لانے اور ان کو متاثر کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے اور وہ کبھی روح امراض کے علاج کے لئے استعمال کی جاتی ہے کیا اس کا سننا جائز ہے؟

جواب: ہاں ہر وہ موسیقی کہ جو لہو و طرب کے ما نند نہیں اس کا سننا جائز ہے

سوال: وہ تصویر ی موسیقی کہ جو ٹیلی ویژن کی فلموں میں دکھائی جاتی ہے اور ان سے غرض دیکھنے والے کا متاثر کرنا ہوتا ہے جو فلم سے متعلق ہے پس جب کہ فلم کا دیکھنے والا اس موسیقی سے مرعوب ہو اور وہ موسیقی دیکھنے والوں پر اثر انداز ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ بھی اکثر حلال قسم سے تعلق رکھتی ہے۔

سوال: غزل ترانے کبھی موسیقی کے ذریعہ نشر کئے جاتے ہیں ان کا سننا کیسا ہے

جواب: ان پر مذکورہ قاعدہ کے مطابق عمل کیا جائے (یعنی یہ حلال موسیقی کی قسم ہے)

سوال: مجھے معاف کیجئے دو سوال کرتا ہوں

جواب: کیجئے۔

سوال: کیا بعض حالات میں عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ نامحرم مردوں کے لئے اپنے کو معطر کرے؟

جواب: اس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے بلکہ جب نامحرم مرد سے فتنہ کا اندیشہ ہو یا اس کا جھکاؤ کا سبب ہو تو جائز

نہیں ہے۔

سوال: کسی عزیز کی وفات پر اس کے سوگ میں عورتیں کالے کپڑے پہنتی ہیں اور کبھی اپنے چہروں اور سینوں وغیرہ

پر ہاتھ مارتی ہیں کیا ان کے لئے یہ جائز ہے۔

جواب: ہاں جائز ہے۔